

ہمارے پیارے بہائی مسلمانوں میں بشارت ہو یہ دین اسلام وہ دولت ہے کہ جسکی ترقی سے
 دنیا خود بخود بخیر نصیب ہو جاتی ہے دیکھو اپنے پیشواؤں کو کہ یونان شہینہ کے محتاج تھے وہ مالک
 ہو گئے صاحب سلطنت ہو گئے اسی ترقی دین کے بدولت۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے
 پیشواؤں کی سلطنت و عزت حاصل تھی پہلے ہی ملک و مال میسر تھا جسکے ذریعہ سے انہوں نے
 دین کی اشاعت دین کی ترقی کی ہرگز نہیں۔ کیا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ ہمارے پیشواؤں نے
 دینی ترقی کے خیال سے دنیاوی ترقیوں میں وہ وہ کوششیں و محنتیں کی تھیں جو اب ہم کر رہے
 ہیں۔ ہرگز نہیں۔ سچ پوچھو تو ہلوگ اپنے پیشواؤں سے دنیاوی مال و دولت دنیاوی زیب
 وزینت دنیاوی عیش و عشرت میں کہیں ترقی کر چکے اور پھر اب تک ہل من خرید کی صدا کم
 نہیں ہوتی ہے۔ سچ پوچھو تو ہمارے پاس وہ ساز و سامان دنیا مہیا ہیں جو ہمارے اگلوں کو
 خواب و خیال میں بھی میسر نہ تھا اور پھر ساتھ اسکے ابھی تک ہم ترقی دین کو بیٹھی رو رہے ہیں۔
 ہلوگ اگر اپنی اپنی حالات اور اپنی پیشواؤں کی حالات میں ذرہ غور کریں گے تو آسمان زمین
 تفرقہ پائیں گے۔ ملاحظہ فرماوین کہ ہمارے پیشواؤں کی یہ حالت تھی کہ ترقی دین کے طفیل
 دنیا ترقی دینا کی کرتے تھے ترقی ہی وہ جو اعلیٰ و فہمی غایت کی ہے (جو آج کل اقوام غیر کر رہے
 ہیں) اور پھر ساتھ اسکے وہ لوگ تمتعات دنیاوی کم متمتع ہوتے تھے۔ اور ہماری حالت
 ہے کہ ترقی دین کے نام سے ترقی دنیا کی کرتے ہیں ترقی ہی وہ جو محض ادنیٰ و اسفل درجی
 ہے جو کسی طرح مستحق ہی نہیں ہے کہ ترقی کے نام سے ملقب ہو بلکہ درحقیقت وہ تنزل کے
 نام میں جب ایک درجہ مگر ہم جیسے پست ہمتوں کے لئے یہی ترقی اعلیٰ درجہ کی ہے۔
 ہمارے اس ترقی محصلہ موجودہ سے کما حقہ متمتع ہوتے ہیں اور پھر ساتھ اس کے ہنوز
 ہمیں یہ ہے کہ بے صبری و ناشکری جو اور دنیا حصہ تھا وہ اب ہمارے لئے

خاص ہو گیا۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ ہوا و ہوس و اتباع نفس کی نیا سمت سے ہرگز
 راہ و رسم کو چھوڑ کر ان کی حالات و عبادات سے موہ نہ ہو کر زمانہ و اہل زمانہ کے مزاج
 زمانہ ہے کہ ہر دم زبان حال سے ہمیں یہی ہدایت کر رہا ہے کہ دیکھو اہل زمانہ جس نہا
 رہتے ہیں اسی ٹہا ٹہ سے رہنا۔ اور اہل زمانہ کے اکثر معتبر اشخاص ہی زبانِ قال سے
 تعلیم دے رہے ہیں کہ دیکھو معاصرین سے کسی طرح گھٹ نہیں رہنا نہ مال و دولت میں
 و شوکت میں۔ خبردار اگر کسی امر میں اپنی ہمت سے تم متزل ہو گئے تو یاد رہے کہ ساتھ اس
 تمہارا دین و مذہب ہی متزل ہو گیا بلکہ رخصت۔ ہم ہیں کہ اس تعلیم و ہدایت پر ہزار جا
 حے عاشق ہیں نہ اپنے دینی ہدایت کی طرف نظر کرتے ہیں نہ اپنی پیشواؤں کی حالت کو آنکھ اٹھا کر
 دیکھتے ہیں۔

مقام غور ہے کہ زمانہ و اہل زمانہ جیسے اس وقت تکاثر مال و منال و ترقی چاہ و جلال کی طرف
 رغبت دلائیوں لے و حرص بڑھائیوں لے موجود ہیں ویسے ہی اس وقت میں ہی موجود ہے اس
 کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ہے بالہہ **ع** بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ہمارے
 حالات و خیالات جو ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں محتاج بیان نہیں۔ باقی اپنی پیشواؤں کے
 طرف دھیان کیجئے کہ انہوں نے باوجود اپنی پیری اور مخالفوں کی امپیری کے دینی ترقی کے
 کہہ ہی یہ خواہش و کوشش نہیں کی کہ بادشاہ وقت کے حضور میں مقرب ہو کر خطا
 حاصل کریں بادشاہی دربار میں اپنے ہمتصر کے ہم جنب ہو جاویں اور دولت مندوں کی مش
 ساز و سامان نام و نشان پیدا کر لیں جب ترقی دین میں قوم آگے بڑھاویں پیری
 سے کوئی صاحب یہ خیال نفاوین کہ میں لوگوں کو ترقی دینا ہے روک کر پاروں
 دکلا۔ ترقی دنیا بیشک عمدہ چیز ہے لیکن ہمارے دین اسلام پر ترقی دینا

کئے گئی ہیں۔ بیشک یہ وہ محبوب شے ہے کہ جس کی محبت نے بعض خواص کے دامن
 اپنا اثر دکھایا ہے عوام کے کیا حقیقت ہے خصوصاً اس زمانہ میں۔ ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ ان
 وقت نازک میں اور ایسی حالت پر خطر میں مدبران ملک کو کس چیز نے دلیر بنا یا ہے اور
 سند نے اسپر آمادہ کیا ہے کہ اپنی قوم کو عموماً سا لہا سال سے ترقی دنیا یعنی تکا شرا موال و تحصیل
 جاہ کی طرف پکار رہے ہیں اگر کہا جاوے کہ مسلمانوں کی فلاکت و افلاس نے اسپر آمادہ کیا ہے
 یہ لائق تسلیم نہیں ہے کیونکہ جب ہم اپنی زمانہ کی فقرا و مساکین کو اس زمانہ کی فقرا و مساکین
 من حیث الکمیث و الکمیث مقابلہ کرتے ہیں تو یہی پاتے ہیں کہ انکی فلاکت و افلاس اون کی
 فلاکت و افلاس سے بیشتر و بدتر نہیں ہے۔ اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ ہمارے اخراجات
 زیادہ ہیں اسلئے ہم کو دولت دنیا کی حاجت زیادہ ہے تو یہ بھی مسلم نہیں ہے۔ ہاں البتہ ہمارے
 مصارف اونکی مصارف سے متفرق ہیں ہم لوگوں کا خرچ ظاہر ہے کہ اپنے فخر و نام و آرائش
 و آرام کے کاموں میں ہوتا ہے اور انکا خرچ ترقی دین اسلام و رفاہ عوام کے کاموں میں ہوتا
 تھا۔ ویکہ خود حضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** کا خرچ اس طرح پر تھا کہ فقر و ناداری سے نہیں ڈرتے تھے آپ کی
 داد و دہش اس درجہ تھی کہ بعض کافر جیسی صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مسلمان ہو گئی حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خرچ اسطور پر تھا۔ روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں کل مال و اسباب حضرت
 کے پاس حاضر لائے حضرت نے پوچھا کہ اہل و عیال کے لئے کیا رکھا ہے کہا کہ خدا و خدا کا رسول
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خرچ ہی اسی قسم سے تھا۔ روایت ہے کہ اسی غزوہ میں وہ نصف مال و متاع اپنا
 لیگے حضرت نے اسے ہی پوچھا کہ تم نے اپنے لڑکے بالوں کے واسطے کیا چھوڑا ہے کہا کہ نصف مال
 لڑکوں بالوں کے واسطے رکھا ہے اور نصف لایا ہوں اور حضرت عثمان غنی کا حال سننے کے
 اسی غزوہ میں انہوں نے بیس ہزار شکر کا سامان اکیلے کر دیا تھا اور مدینہ طیبہ میں ہیر و مہر

نصف حصہ بارہ ہزار درم پر خرید کر کے مسلمانوں پر وقف کر دیا تھا اور پھر دوسرا حصہ ہی
 سی طور پر خرید کر کے وقف کیا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور انکی اہلبیت رضی کی کیفیت
 سنئے کہ باوجود فقر و فاقہ کے سبہوں نے تین روزے رکھے اسطور پر کہ شام کو جب کہانیکے لیے
 بیٹھے سائل نمودار ہوا سبہوں نے اپنا اپنا کہانا سائل کو دیدیارات کو فاقے رہے اسی طرح
 تینوں دن برابر روزے رکھتے رہے اور رات کو فاقہ کرتے رہے مگر سائل کو محروم نہیں ہیرا
 علی ہذا القیاس کل اصحاب رضی کے مصارف ایسے ہی تھے ہمیشہ و تمام عمر۔ نقل ہے کہ ایک بار حضرت
 فی خیرات کے واسطے تقید فرمایا سبہوں نے مال لانا شروع کیا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی
 چار ہزار درم لائے اور حضرت عاصم چار سیر جو لائے حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ میں آٹھ ہزار درم
 رکھتا تھا او سمن سے چار ہزار لایا ہوں حضرت عاصم نے کہا کہ میں آٹھ سیر جو مزدوری کر کے لایا
 سمن سے نصف خیرات کرتا ہوں۔ سبحان اللہ۔ اب ہم لوگ آپ ہی انصاف کریں اور کہیں کہ
 ہماری مصارف بیشتر و بہتر ہیں یا انکی ہکو دولت دنیا کی حاجت زیادہ ہے یا انکو۔ غالباً کوئی
 فرد بشر ہماری قوم کا یہ اقرار نہیں کرے گا کہ ہماری مصارف انکی مصارف سے بیشتر و بہتر ہیں ہکو
 آنسے دولت دنیا کی حاجت زیادہ ہے۔ پھر ایسی صورت میں کہ ہم لوگ ترقی اسباب زینت
 دنیا کے خود حریص ہو رہے ہیں مصلحان قوم کو اسکی طرف توجہ دلانا ہرگز روا نہیں ہے یہ توجہ دلانا
 ان کا گویا کر لے کو نیم چڑھانا ہے۔ مصلحان قوم اس بات کو خوب سوچیں کہ ہمارے قوم کے صاحبان
 دولت اسوقت جسقدر موجود ہیں وہ اپنی دولت دنیا سے دینی ترقیوں میں کونسا کار نمایان
 رہے ہیں جو آئندہ انکی نسلوں سے یا نئی ترقی یافتوں سے وہ امید رکھتے ہیں۔ ترقی خواہان اسلام
 بات کو خوب یاد رکھیں کہ جب تک ہماری قوم کی ترقی یافتہ لوگ اپنے پیشواؤں کی طریقہ کو نہیں
 لے گئے یعنی اپنی اموال و املاک کے کل حصے یا بعض حصی کو دینی حمایت و قومی کفالت کی واسطے

مستثنیٰ و مستخرج کر کے بیت المال نہیں بناوین گے اور اپنے خوراک و پوشاک پر کھلی
 و شادی وغنی وغیرہ وغیرہ کل کاموں میں ایسی بے تکلفی نہیں اختیار کریں گے کہ امر
 تمیز و شوار ہو جاوے آقا و غلام میں فرق میں نہ رہے ممکن نہیں کہ دنیاوی ترقیوں سے
 قانع البالی نصیب ہووے یا دینی ترقیوں میں کچھ نہ ہی انکو کامیابی میسر آوے اگر
 کا ہر فرد و بشر دنیاوی ترقی یافتہ کیوں ہو جاوے و نعم باقیل بیت کا سہ چھ
 حریمان پر نشدہ تا صدف قانع نشدہ پر در نشدہ خیر اندیشیان قوم اگر قوم کی غیر
 چاہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ جس تدبیر سے ممکن جانیں اور جس عنوان سے مناسب سمجھیں
 اپنی قوم میں وہ اتفاق اور قناعت پہلاوین جو درمیان مہاجر و انصار کے تھا
 اسی میں ساری مرادیں حاصل ہیں ورنہ خیریت معلوم بہت معلوم - عزت و شوکت
 معلوم **بیت** دولت ہمہ زاتفاق خیر و بڑے بے دولتی از لفاق **بیت**
دیگر اے قناعت تو انکرم گردان بڑا کہ در اے تو ہیج نعمت نیست بڑا خیر بہر کیف
 مجکو کسی کی ترغیب و تحریص دنیاوی سے اپنی قوم پر اثر بد کا ایسا اندیشہ نہیں ہے جیسا
 مجکو اپنے مخلص و محسن صاحب اشاعت السنۃ کی مضمون اقسام ملازمت سے اندیشہ
 کیونکہ یہ ایک ایسی شخص نامی و افضل ہیں کہ جنکے کلام کو ہر ایک کے دل میں بڑی عزت کے
 جگہ ہے اور بیشک انکے خیالات عالیہ و تحقیقات غامضہ اسی قابل ہیں۔ لیکن حضرات
 میں کسی لائق نہیں ہوں نہ مجہ میں علمی حیثیت ہے نہ مالی عزت جس سے آپ لوگوں کے
 میں میری کلام کو کچھ وقعت ہو با این ہمہ اپنے علم و یقین کا اظہار فرض نہ رہی جا
 کہے دیتا ہوں کہ ہمارے معظم و مخم صاحب اشاعت السنۃ اور انکی ہر ایک
 میں خطای فاحش ہوئی ہے جیسے اسیران بکر سالہ میں **بیت**

اس لئے انکی اس مضمون میں اپنی مخالفت رائے ظاہر کرتا ہوں اور اپنے ناظرین تحریر کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ انکے اس مضمون کو اور میری اس تردید ذیل کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرماوین اور بعد اسکے جسکو من حیث الدلیل قوی و حق پاوین اسکو معمول بہ بناوین۔
وما علینا الا البلاغ

التماس مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تردید

مضمون اقسام ملازمت نمبر ۲۰۳ و ۲۰۴ مندرجہ اشاعت سنہ ۱۰

اقسام ملازمت کے اصول پر خدشات

مضمون کی پوری بحث پر نظر کرنے سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ جناب مولو صاحب کی دلی نیت اصل مقصد اس تحریر سے دو امر کا بیان کرنا ہے ایک یہ کہ دین کی ترقی دنیا کی ترقی ہے دوسرے یہ کہ ترقی دنیا کے عمدہ وسائل میں سے ملازمت سلاطین کی ہے

علاء سہل بن سعد وایت ہوا کہ ایک شخص نے رسول خدا سے کہا میں حاضر ہوں کہ رسول خدا کا کام بٹائے کہ جب میں جلاؤں تو جگہ اللہ تعالیٰ اور لوگ بھی دوست کہیں فریاد نہ کرے کہ دنیا کی دوست کہیں جگہ اللہ اور نہ کہ جس کی پیروی کی جو لوگ پاس ہے دنیا کی چیزوں سے دوست کہیں جگہ لوگ اور ترقی جابر سے بہتر نہ ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ ہو

۱۰ سہل بن سعد وایت ہوا کہ ایک شخص نے رسول خدا سے کہا میں حاضر ہوں کہ رسول خدا کا کام بٹائے کہ جب میں جلاؤں تو جگہ اللہ تعالیٰ اور لوگ بھی دوست کہیں فریاد نہ کرے کہ دنیا کی دوست کہیں جگہ اللہ اور نہ کہ جس کی پیروی کی جو لوگ پاس ہے دنیا کی چیزوں سے دوست کہیں جگہ لوگ اور ترقی جابر سے بہتر نہ ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ ہو

گو ہر زمانہ میں نہ سہی پر اس زمانہ میں ضرور چنانچہ اسی بنا پر اس سلطنت کے خدمات موجودہ جواز میں پہلے خوب مدلل بحث کی گئی ہے، پھر بعد اس کے بنظر خیر خواہی مسلمانان قسم دوم جو اہل اسلام کی فرد کامل ہیں بڑی پر جوش تقریر کے ساتھ سلطنت کے اخذ جمیع خدمات کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔ ہم اس بارے میں جہان تک غور و فکر کرتے ہیں اپنے خیال کو مولوی صاحب کے خیال سے بالکل مخالف پاتے ہیں یعنی میرے علم و یقین میں یہ بات ہے کہ دنیا کی ترقی پر دین کی ترقی موقوف نہیں ہے اور دنیا کی عمدہ وسائل ترقی میں سے (جو بحق ترقی دین بھی مضر نہیں ملازمہ سلطنت کی نہیں) ہر ایک کے لئے اس کا حکمہ یہ کہ اپنی ہی حالت اسلام پر جو نظر کرتے ہیں تو یہی دیکھتے ہیں کہ دنیا کی ترقی دنیا کے ترقی کے سبب سے نہیں ہوتی بلکہ دنیا کی ترقی دنیا کی ترقی کی غرت و شوکت کا سبب ہے یہاں تک کہ از دست عمدہ دنیا کی اسباب ترقی دنیا میں سے ہوتی تو پھر گزیر گزیر شاعر کے کلام میں دنیا و اہل دنیا کی مذمت اور دنیا و اہل دنیا سے کنارہ کشی کی ہدایت نہوتی چنانچہ نقول ذیل اسپر شاہد ہیں **نقول** عن سہل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا منها شربة **عنه** قال جاء رجل فقال يا رسول الله دلني على عمل اذا عملته احبني الله و احبني الناس قال ازهد في الدنيا يجبك الله و ازهد فيما عند الناس يجبك الناس **عنه** جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جدى اسك ميت قال ايكبر يجب ان هذا له بد من هم فقالوا ما يجب انه لنا بشئ قال فوالله للذنيا اهون على الله من هذا اعلیکم **عنه** عبد الله بن عمر

علاء سہل بن سعد وایت ہوا کہ ایک شخص نے رسول خدا سے کہا میں حاضر ہوں کہ رسول خدا کا کام بٹائے کہ جب میں جلاؤں تو جگہ اللہ تعالیٰ اور لوگ بھی دوست کہیں فریاد نہ کرے کہ دنیا کی دوست کہیں جگہ اللہ اور نہ کہ جس کی پیروی کی جو لوگ پاس ہے دنیا کی چیزوں سے دوست کہیں جگہ لوگ اور ترقی جابر سے بہتر نہ ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ ہو

علاء سہل بن سعد وایت ہوا کہ ایک شخص نے رسول خدا سے کہا میں حاضر ہوں کہ رسول خدا کا کام بٹائے کہ جب میں جلاؤں تو جگہ اللہ تعالیٰ اور لوگ بھی دوست کہیں فریاد نہ کرے کہ دنیا کی دوست کہیں جگہ اللہ اور نہ کہ جس کی پیروی کی جو لوگ پاس ہے دنیا کی چیزوں سے دوست کہیں جگہ لوگ اور ترقی جابر سے بہتر نہ ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ ہو

منه ما خرجكم من بيوتكم هذه الساعة قالوا نعم قال
بيده لا خرجني الذي اخرجكم انك **عن** عائشة
ال محمد يومين من خبز برالا واحد هما تمر **عن** عيسى
دخلت على رسول الله صلعم فاذا هو مضطجع على
حصير ليس بينه وبينه فراش قد اثار الرمال بجانبه متك
من ادم حشوها ليف قلت يا رسول الله ادع الله فليوسع علي
فلن فارس الروم قد وسم عليهم وهم لا يعبدون الله فقال
اوفي هذا انت يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في
الحياة الدنيا **عن** ابي بردة قال اخرجت اليها جاشنة كساء امليت
واذا را غليظا فقالت قبض روح رسول الله صلعم في هذين **عن**
ابهريرة قال لقد رايت سبعين من اصحاب الصفة ما منهم رجل على
رء اما اذ را اما كساء قد ربطوا في اعناقهم فنها ما يبلغ نصف الساق
ونها ما يبلغ الكعبين فيجمعه بيده كراهية ان ترى عورة **عن** ابي
ان رسول الله صلعم خرج يوما ونحن معه فرأى قبة مشرفة فقال ما
قال صحابه هذه لفلان رجل من الانصار فسكت وحملها في
حتى لما جاء صاحبها فسلم عليه في الناس فاعرض عند صنع
مرارا حتى عرف الرجل الغضب فبع ولا عرض عنه فسكاد ذلك
اصحابه وقال والله اني لا نكر رسول الله صلعم قالوا

منه ما خرجكم من بيوتكم هذه الساعة قالوا نعم قال
بيده لا خرجني الذي اخرجكم انك **عن** عائشة
ال محمد يومين من خبز برالا واحد هما تمر **عن** عيسى
دخلت على رسول الله صلعم فاذا هو مضطجع على
حصير ليس بينه وبينه فراش قد اثار الرمال بجانبه متك
من ادم حشوها ليف قلت يا رسول الله ادع الله فليوسع علي
فلن فارس الروم قد وسم عليهم وهم لا يعبدون الله فقال
اوفي هذا انت يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في
الحياة الدنيا **عن** ابي بردة قال اخرجت اليها جاشنة كساء امليت
واذا را غليظا فقالت قبض روح رسول الله صلعم في هذين **عن**
ابهريرة قال لقد رايت سبعين من اصحاب الصفة ما منهم رجل على
رء اما اذ را اما كساء قد ربطوا في اعناقهم فنها ما يبلغ نصف الساق
ونها ما يبلغ الكعبين فيجمعه بيده كراهية ان ترى عورة **عن** ابي
ان رسول الله صلعم خرج يوما ونحن معه فرأى قبة مشرفة فقال ما
قال صحابه هذه لفلان رجل من الانصار فسكت وحملها في
حتى لما جاء صاحبها فسلم عليه في الناس فاعرض عند صنع
مرارا حتى عرف الرجل الغضب فبع ولا عرض عنه فسكاد ذلك
اصحابه وقال والله اني لا نكر رسول الله صلعم قالوا

منه ما خرجكم من بيوتكم هذه الساعة قالوا نعم قال
بيده لا خرجني الذي اخرجكم انك **عن** عائشة
ال محمد يومين من خبز برالا واحد هما تمر **عن** عيسى
دخلت على رسول الله صلعم فاذا هو مضطجع على
حصير ليس بينه وبينه فراش قد اثار الرمال بجانبه متك
من ادم حشوها ليف قلت يا رسول الله ادع الله فليوسع علي
فلن فارس الروم قد وسم عليهم وهم لا يعبدون الله فقال
اوفي هذا انت يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في
الحياة الدنيا **عن** ابي بردة قال اخرجت اليها جاشنة كساء امليت
واذا را غليظا فقالت قبض روح رسول الله صلعم في هذين **عن**
ابهريرة قال لقد رايت سبعين من اصحاب الصفة ما منهم رجل على
رء اما اذ را اما كساء قد ربطوا في اعناقهم فنها ما يبلغ نصف الساق
ونها ما يبلغ الكعبين فيجمعه بيده كراهية ان ترى عورة **عن** ابي
ان رسول الله صلعم خرج يوما ونحن معه فرأى قبة مشرفة فقال ما
قال صحابه هذه لفلان رجل من الانصار فسكت وحملها في
حتى لما جاء صاحبها فسلم عليه في الناس فاعرض عند صنع
مرارا حتى عرف الرجل الغضب فبع ولا عرض عنه فسكاد ذلك
اصحابه وقال والله اني لا نكر رسول الله صلعم قالوا

بحث میں پیش کر گئی ہیں محذوش ہیں فقط چند ہم اپنی بے استعدادی و کم علمی کے باعث اون تو
 خدشات کو شستہ تقریرون کے لباس و پاکیزہ لفظوں کے زیور سے آراستہ کر کے نہیں دکھاسکے
 با اینہم حکم مصرع حاجت مشاطہ نیست روے دلا لام را از ہم او نکو علی حالہ بلا تکلف عارضی
 پیش نظر اہل بصیرت کرتے ہیں و ما توفیقی الا باللہ اللہم انزلنا الحق حقا و الباطل باطلا

اقسام ملازمت کے فروع پر خدشات

فقہاً
 قولہ انہی مضامین سے الٰہی مولوی صاحب کو دنیاوی ترقی کی طرف توجہ دلائیکے کچھ ضرورت
 نہیں ہے اولاً اسلئے کہ انسان کی خود شان یہ ہے و انہ لجب الخیر لشدید ثانیاً اس خیال
 سے کہ فرو آنکس کہ تو نگر ت نیگر و اندر او مصلحت تو از تو بہتر و اندر او اگر باہین ہمہ عدم ضرورت
 مولوی صاحب پر توجہ دلانا واجبات میں سے ہے تو ان پر یہ بھی واجب ہے کہ دنیاوی ترقی کی
 پہلے دو حد ٹھہرا دیں ایک حد ادنیٰ وہ کہ بغیر اسکے دین و مذہب کا قیام و بقا ممکن نہ ہو دوسری
 حد اعلیٰ وہ کہ بغیر اسکے دین و مذہب کی تکمیل و ہم ممکن نہ ہو بعد اسکے تحصیل ترقی دنیا کی طرف توجہ
 دلاوین تاکہ ہر ایک طالب ترقی دنیا اپنی ہمت و حوصلہ کے موافق اس ترقی کی حد ادنیٰ یا اعلیٰ یا او
 کسی حد متوسط تک پہنچنی میں جہد بلیغ و سعی موفور کرے و بواسطہ اس ترقی کے دین و مذہب
 کی ترقی میں اسقدر کامیاب ہو و سے ورنہ بغیر اس حد بندی کے ان تین تحصیل متمنع کی تحصیل
 مجہول و تحصیل حاصل و تحصیل غیر متناہی میں سے ایک تحصیل کی طرف توجہ دلانا لازم آتا ہے
 فلیتدبر قولہ ارباب خبرت الخ اس تقسیم میں مسامحت ہے اس لئے کہ مقسم کے اقسام آپس میں
 تقسیم یعنی ضد نہیں ہیں جیسا کہ خود جناب مولوی صاحب کی تحریر سے ثابت ہے جو جزئیات و تمثیلات
 ملازمت کے ضمن میں بیان کرنا سہج سے غلیج جمع الیہ قولہ نوع دوم وہ ملازمت جسمین

لے
 یعنی ضرور
 ترقی میں اس کی
 حجت پر ہونا
 مضبوط ہے

یعنی اور نہیں سزاوار ہے کہ بندگی کرے اور حکم کیا پروردگار

ایسے احکام الخ اس نوع دوم قسم سوم میں جن احکام کا نفاذ کرنا ہوتا ہے جنگی جگہ شرع نے اور احکام مقرر کئے ہیں وہ احکام ہی مثل ان احکام کے جن کا نوع اول قسم سوم میں نفاذ کرنا ہوتا ہے شرعاً ممنوع ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو صرف اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے اور غیر و نکی عبادت سے منع فرمایا ہے اور تمام انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی امر کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقضى ربك الا تعبدوا الا ايا لا ما كان لبشر ان يوتي به الله الكتاب والحكم والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لي من دون الله لكن كونوا ربانيين ؛ ولقد بعثنا في كل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت ؛ وائل من ارسلنا من قبلك من ارسلنا اجعلنا من دون الرحمن لالهة يعبدون ؛ وغير ذلك من الايات ؛ اور عبادت کے معنی میں بندگی کرنا اور فرمان برداری کرنا حکم پر چلنا پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو صرف اپنی بندگی اور فرمان برداری کرنی اور اپنے ہی حکم پر چلنے کے لئے بنایا ہے اور غیر و نکی بندگی اور فرمان برداری کرنی اور غیروں کے حکم پر چلنے سے منع فرمایا ہے اور تمام انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی بات کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اور سراسر اس میں یہ ہے کہ ہمارے لوگ اور ساری چیزیں اسی مخلوق و مرہوب و مملوک و رعیت حقیقی ہیں اور وہ سب کا خالق و رب و مالک بادشاہ حقیقی ہے خالق کل شیء فاعبدوا لا شئ الا رب العلمین ملک السموات والارض وما بینہما و غیر ذلك من النصوص ؛ جب ہمارے عالم کا خالق و رب و مالک بادشاہ حقیقی وہی ہے تو نظم عالم کے لئے احکام و قانون کا مقرر کرنا اور سیکو پو پختا ہے اور اسی کو لائق و سزاوار ہے دوسرے کو

یعنی اور نہیں سزاوار ہے کہ بندگی کرے اور حکم کیا پروردگار
 اور تمام انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی امر کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں
 اور سراسر اس میں یہ ہے کہ ہمارے لوگ اور ساری چیزیں اسی مخلوق و مرہوب و مملوک و رعیت حقیقی ہیں اور وہ سب کا خالق و رب و مالک بادشاہ حقیقی ہے خالق کل شیء فاعبدوا لا شئ الا رب العلمین
 ملک السموات والارض وما بینہما و غیر ذلك من النصوص ؛

اور زمین انما انزل العلم من سماءہا

ہونا ثابت ہوتا ہے تو ضرور اس وقت میں ہی یہ امر انکو ثابت رہا ہوگا جبکہ مصر میں یکے کے
 اس وقت کے واقعہ کے ذکر میں ہی عبارت قرآن مجید میں واقع ہے حالانکہ یہ امر واقعہ کے
 خلاف اور صریح البطلان ہے۔ و نیز اگر اس عبارت ممکنہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے تو لازم
 کہ ہر فرد بنے آدم کو یہ امر ثابت ہو یعنی سب بنی آدم صاحب اختیارات انفصال مقدمات
 و فوجداری ہوں کیونکہ اللہ سبحانہ فی سورۃ اعراف کے پہلے رکوع میں عام بنی آدم کے
 خطاب میں ارشاد فرمایا ہے ولقد مکناکم فی الارض۔ حالانکہ اس لازم کا کون الترتیب
 کر سکتا ہے۔ اور اگر مولوی صاحب لفظ عزیز کا نشان دین جیسا کہ نمبر و جلد مذکور کے صفحہ ۳۸۶
 میں کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ کا عزیز مصر ہونا ہی منظر ہے کہ آپ مجسٹریٹ اور حاکم تھے۔ او
 بدست اور تفسیر فتح البیان صفحہ ۲۹۶ و حاشیہ تفسیر جامع البیان صفحہ ۲۹۹ لکھا ہے کہ مصر میں عزیز
 نائب السلطنت یا وزیر کو کہا جاتا تھا۔ حاشیہ کے الفاظ یہ ہیں۔ اهل مصر یسمون نائب
 السلطنة عزیزا اور فتح البیان کی عبارت یہ ہے هو العزیز الذی کان علی خزائن
 مصر و کان وزیرا للملک مصری تو اس کا جواب (بعد تسلیم اس امر کے کہ عزیز کے معنی
 نائب السلطنت یا وزیر ہیں) یہ ہے کہ نائب السلطنت کے لفظ سے نائب السلطنت انفصال
 مقدمات دیوانی و فوجداری میں کس طرح سمجھا گیا نائب السلطنت فی حفظ خزائن
 اسکے معنی کیون نہیں ہو سکتے جیسا کہ عبارت قرآن مجید اجعلنی علی خزائن الارض
 انی حفیظ علیہ صاف و صریح طور پر اسپردال ہے اور خود تفسیر جامع البیان صفحہ ۲۰۳
 و بیضاوی صفحہ ۲۹۳ کی عبارت وهو العزیز الذی کان علی خزائن مصر ہی اسکی
 شعر ہے۔ اور وزیر کے معنی معین و پشت پناہ و جاسے پناہ ہیں اور بادشاہ کا ہمنشین خاص
 جو مشیر تدبیر ہو اور بادشاہ کو اپنی رائے سے مدد دے۔ قاموس میں ہے العزیز یروحہ

الملك الذي يحمل ثقله ويعينه برأيه الحبا حركاته جلس الملك وخاصة
 او فتح البيان من ہے واجل لي وزير من اهل اى معيناً وظهره او الوزير
 الموازن كاللاكيل المواكل لانه يحمل عن السلطان وزرارة اى ثقله قال
 الزجاج واشتقاقه في اللغة من الوزر وهو الملقب الذي يعتصم به
 ليخفي من الهلكة ومنه قوله تعالى كلالا وزر والوزير الذي يعتدل الملك
 على رأيه في الامور ويلتجى اليه وقال الاصمعي هو مشتق من الموازنة
 وهي المعاونة ينقله الزحشري عن الاصمعي اھ اور ظاہر ہے کہ وزیر کی ان معنوں میں سے
 جو معنی لئی جائیں اس معنی کے تحقق کے لئے اونکا مجسٹریٹ یا حاکم ہونا یا صاحب اختیارات
 انفضال مقدمات دیوانی و فوجداری ہونا کیا ضرور ہے اور فتح البيان سے جو وزیر کے
 ایک یہ معنی ہے الذي يعتدل الملك على رأيه في الامور۔ یعنی وزیر وہ شخص ہے کہ جس کے
 راسے پر بادشاہ اپنے تمام امور میں بہرہ و ساکرے کے مستعمل ہوئے ہیں (اگرچہ اس معنی کو بھی
 مجسٹریٹ یا حاکم ہونا لازم نہیں ہے) یہاں پر مراد نہیں ہو سکتی ورنہ قول خداوندی ما كان
 لياخذ اخاه في دين الملك خلاف واقع ٹھہریگا و تقدس كلامه تعالى عند ذلك
 کیونکہ جب شاہ مصر حضرت یوسف ؑ کی راسے پر اپنے تمام امور میں بہرہ و ساکرے جیسا کہ اس
 معنی کا مقتضی ہے تو پھر حضرت یوسف ؑ کا اپنی بہائیکو شاہ مصر کے آئین کے موافق لینے پر
 قادر نہونا اسکی کیا معنی ہیں۔ اب اگر مولوی صاحب یہ فرمادیں کہ فی الواقع ان عبارات سے
 حضرت یوسف ؑ کا ایسا صاحب اختیارات ہونا نہیں نکلتا ہی لیکن بعض مفسرین نے ایسا ہی
 لکھا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ تو پھر اس حالت میں آیات قرآن مجید کا نام لینا اور یہ کہنا کہ
 اسپر دلیل ظاہر آیات قرآن ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے اس جگہ کیا ہے کب جائز ہوگا۔ و نیز

کیا ہی اور بدلس جب تک اپنا سماع اپنے شیخ سے بیان نہ کرے اسکی روایت حجت نہیں ہوتی ہے
 معلوم ہونا چاہئے کہ یہہ ابن زید کون ہیں اور ثقہ ہیں یا غیر ثقہ ثالثا ابن زید سے اوپر انکے
 اور شیخ ابن شیح کا حال معلوم ہونا چاہئے کہ کون ہیں اور ثقہ ہیں یا غیر ثقہ اور معالمین اذکا ذکر تک
 ندارد ہے پس جب تک یہ سب امور ثبوت کو نہ پہنچ لیں تب تک یہ بھی مثل اول کے استدلال کے
 قابل نہیں ہو سکتی ہے **قولہ** حضرت یوسف جو عزیز مصر کے قائم مقام ہو کر فرمان رواے
 سریر سلطنت مصر یہ ہوئی الخ جسوقت حضرت یوسف عزیز مصر کے قائم مقام ہوئی تھی اوسوقت فرمان رواے
 سریر سلطنت مصر یہ یعنی بادشاہ کیسی ہو گئی تھی اور ان دو متنافی صفتوں (نیابت اور اصالت) کا اجتماع
 امکان کیسی ہو گیا تھا علاوہ اسکے جب انکا خود بادشاہ ہونا تسلیم کر لیا گیا تو اب آپ کے اس قول (حضرت
 یوسف ایسے احکام سلطنت کا خلاف ہی نہ کرتے تھے اور بجائے ان احکام کے احکام شریعت یعقوبی
 عمل میں نہ لاسکتے تھے) کے کیا معنی ہونگی **قولہ** صف ۴۶ میں بعض احکام ایسے ہی تھے جو شریعت
 یعقوبی کے متغایر و متفاوت تھے الخ اس مقام میں دو وجہ سے بحث ہے۔ اول یہ کہ اوس سلطنت میں
 جس طرح بعض احکام شریعت یعقوبی کے متغایر و متفاوت تھے اوس طرح بعض احکام مخالف شریعت
 یعقوبی ہی تھے یا نہیں۔ ثانی باطل ہے اسلئے کہ جب وہ سلطنت تابع شریعت یعقوبی نہ تھی تو اس میں
 احکام مخالف شریعت یعقوبی کا نہ ہونا چہ معنی دارد۔ پس اول متعین ہے یعنی اوس سلطنت
 میں احکام مخالف شریعت یعقوبی تھے۔ تو اب بیان ہونا چاہئے کہ احکام مخالف شریعت یعقوبی
 میں حضرت یوسف کا عمل درآمد کس پر تھا احکام سلطنت پر جو مخالف شریعت یعقوبی تھے
 یا خود شریعت یعقوبی پر۔ ثانی باطل ہے اسلئے کہ جب حضرت ممدوح بقول مولو ایضا احکام مغایرہ
 شریعت یعقوبی کے خلاف کرنے پر قادر نہ تھے تو احکام مخالف شریعت یعقوبی کے خلاف کرنے پر کسے
 قادر ہو گئے اسپر تو بالاولے قادر نہ رہے ہونگے پس اول متعین ہے یعنی بقول مولو ایضا حضرت

عمل در آید اس حالت میں احکام سلطنت پر تہا جو مخالف شریعت یعقوبی تھی اور اس صورت میں حضرت ممدوح کی یہ ملازمت نوع اول قسم سوم میں داخل ہو گئی اور سکو مولو لوی صاحب ناجائز و حرام قطعی لکھہ آئی میں تو اب مولو لوی صاحب یا تو اپنے قول سابق سے رجوع کر کے اس نوع اول قسم سوم کو بھی مثل نوع دوم قسم سوم کے جائز بتائیں اور کسی قسم کے ملازمت کو جواز سے مستثنیٰ نہ کریں و ہذا صلا لا یخفی فساد کا یا اس واقعہ یوسفیہ سے اپنی دعویٰ پر استدلال کر نیکو غلط جانیں اور آسکو واپس لین و ہذا ہو الحق الصبیح و جمہ ووم یہ ہے کہ بعض احکام آئین مصری جو شریعت یعقوبی سے متغایر و متفاوت تھے باعتراف جناب مولو لوی صاحب احکام خداوندی نہ تھے بلکہ احکام خداوندی کے متغایر تھے اور ہم اوپر قولہ ص ۶۲ نوع دوم ملازمت الخ کے بحث میں ثابت کر آئی ہیں کہ غیر اللہ کے احکام پر چلنا یہی غیر اللہ کی عبادت و غیر اللہ کو استحقاق عبادت میں شریک کرنا ہے۔ پھر ایسے امر شنیع کی نسبت حضرت یوسفیہ جیسے نبی کی طرف کرنی (جبکہ مقولہ قرآن میں یہ مذکور ہے) انی ترکت صلاۃ قوم لا یؤمنون باللہ و ہم بالآخرۃ ہم کافرون و اتبعتم ہلۃ ابائی ابراہیم واسحق و یعقوب ما کان لنا ان نشرك باللہ من شئ ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون یا صاحبہ سبحان الرباب متفقون خیرا ما اللہ الواحد القہاب ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتہا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان ان الحکم الا اللہ امران لا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم و لکن اکثر الناس لا یعلمون

یعنی اسکا فاسد ہے
 مولو لوی صاحب نے اپنے
 قول سابق سے رجوع کر کے
 اس نوع اول قسم سوم کو
 بھی مثل نوع دوم قسم
 سوم کے جائز بتائیں اور
 کسی قسم کے ملازمت کو
 جواز سے مستثنیٰ نہ کریں
 و ہذا صلا لا یخفی فساد
 کا یا اس واقعہ یوسفیہ
 سے اپنی دعویٰ پر استدلال
 کر نیکو غلط جانیں اور
 آسکو واپس لین و ہذا
 ہو الحق الصبیح و جمہ ووم
 یہ ہے کہ بعض احکام آئین
 مصری جو شریعت یعقوبی
 سے متغایر و متفاوت تھے
 باعتراف جناب مولو لوی
 صاحب احکام خداوندی
 نہ تھے بلکہ احکام خداوندی
 کے متغایر تھے اور ہم اوپر
 قولہ ص ۶۲ نوع دوم
 ملازمت الخ کے بحث میں
 ثابت کر آئی ہیں کہ غیر
 اللہ کے احکام پر چلنا
 یہی غیر اللہ کی عبادت
 و غیر اللہ کو استحقاق
 عبادت میں شریک کرنا
 ہے۔ پھر ایسے امر شنیع
 کی نسبت حضرت یوسفیہ
 جیسے نبی کی طرف کرنی
 (جبکہ مقولہ قرآن میں
 یہ مذکور ہے) انی ترکت
 صلاۃ قوم لا یؤمنون
 باللہ و ہم بالآخرۃ ہم
 کافرون و اتبعتم ہلۃ
 ابائی ابراہیم واسحق
 و یعقوب ما کان لنا
 ان نشرك باللہ من شئ
 ذلک من فضل اللہ علینا
 و علی الناس و لکن اکثر
 الناس لا یشکرون یا
 صاحبہ سبحان الرباب
 متفقون خیرا ما اللہ
 الواحد القہاب ما تعبدون
 من دونہ الا اسماء
 سمیتہا انتم و اباؤکم
 ما انزل اللہ بہا من
 سلطان ان الحکم الا اللہ
 امران لا تعبدوا الا ایاہ
 ذلک الدین القیم و لکن
 اکثر الناس لا یعلمون

کیسی غفلت ہے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے حال پر رحم کرے اور اللذین یستمعون القول
 فیتبعون احسنہ کے زمرہ میں داخل کرے **قولہ** صف حضرت یوسفؑ ایسے احکام
 کا خلاف ہی نکرتی ہے الخ جب احکام شریعت یعقوبی بقول جناب مولوی صاحب ان بعض احکام
 امین مصری کے مخالف نہ تھے صرف متغایر و متفاوت تھے و بقول ان کے صرف مخالف احکام پر
 عمل کرنا ممنوع ہے نہ متغایر و متفاوت احکام پر بھی اور حضرت یوسفؑ کے ساتھ بقول جناب
 ممدوح شاہ مصری یہی شرط تھی کہ وہ امین مصری کا خلاف نکرین (دیکھو حاشیہ صف ۳۹۶ نمبر ۱۲
 جلد ۱ اشاعت ۱۹۵۶) تو اس صورت میں حضرت یوسفؑ کا احکام سلطنت کا خلاف ہی نہ کر سکتا اور
 بجائے ان احکام کے احکام شریعت یعقوبی کو عمل میں نہ لاسکتا اسکے کیا معنی ہیں۔ مولوی صاحب کا
 یہ قول تب ہی مستقیم ہوگا کہ احکام شریعت یعقوبی کو اون احکام سلطنت کا مخالف مان لینگے و
 جب مخالف مان لینگے تو اس ملازمت یوسفیہ کو بھی نوع اول قسم سوم ملازمت میں انکو داخل
 کرنا پڑیگا اور اپنے قول سابق سے رجوع کر کے مثل نوع دوم قسم سوم کے اس نوع اول قسم سوم
 کو بھی جائز کہنا لازم آئیگا اور اس صورت میں تینوں قسم کی ملازمتیں بلا استثناء کسی نوع یا کسی
 فرد کے جائز ہو جائینگے و ہذا افسد ما هو ظاہر الفساد کما مر **قولہ** صف جس سے
 صاف مفہوم ہوتا ہے الخ حاشا و کلا اس آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ حضرت یوسفؑ نے قبل اسکے
 کہہ ہی کسی مقدمہ مشککہ یا غیر مشککہ میں شریعت یعقوبی پر عمل نہیں کیا تھا یا آئندہ عمل نہیں کر سکتے
 تھے کیونکہ آئین دو طرح کی قباحت ہے ایک یہ کہ امین حضرت یوسفؑ کی توہین و مذمت لازم آتی
 ہے دوسرے یہ لازم آتا ہے کہ ہر بیان واقع فی الحال مستلزم ہوئی نفی واقعات ماضی و مستقبل
 اور یہ امر غیر مسلم ہے ہاں اس آیت کا مفہوم ہے تو اس قدر ہے کہ اس مقدمہ خاص میں نہیں
 تائید غیبی کے شریعت یعقوبی پر عمل نہیں کر سکتے تھے اور امین کسی قسم کی قباحت نہیں ہو سکتا کہ

اس کے بغیر اور یہ
 وہ لوگ ہیں جو سنتین
 بات فقہوری کر کے
 اسکے بہتری سے
 اس کا فاسد ہونا
 پانچویں نہیں جیسا کہ
 چاہتا ہے

اسم کا وصف حضرت یوسف کے لئے آمین سمجھا جاتا ہے وہ یہ کہ جس مقدمہ میں وہ از خود
 تدبیر کرنے سے معذور رہتے تھے اُس مقدمہ میں تاہم غیبی اونکو شامل حال رہتی تھی
 سبحان اللہ الغرض اس قسم کے آیات میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے خاص بندوں کے
 جن افعال کی عظمت و جلال ظاہر کرنا چاہتا ہو اسکی نسبت اپنی ذات پاک کی طرف فرماتا چنانچہ
 ہمارے رسول مقبول صلعم کی شان میں فرمایا ہے ^{علم} وما أمر صیت اذ صر صیت ولكن
 اللہ راہی بلکہ پورا صحا کی شان میں فرمایا ہے ^{علم} فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم
قولہ صفت خدا تعالیٰ انکو الخ یہ قول مشعر ہے طرف اعتراض کے مگر ہم نہیں سمجھتے آیا یہ اعتراض
 حضرت یوسف پر ہے یا خود خداوند تعالیٰ شانہ پر جو بد برے ساری عالم کا نعوذ باللہ
 من ذلك **قولہ صفت** غیر واقع الزام الخ یہ الزام غیر واقعی نہیں لگایا گیا تھا بلکہ واقعی الزام
 لگایا گیا تھا کیونکہ انہوں نے حضرت یوسف کو باپ کی چوری سے بچ ڈالا تھا اب اگر مولو لیٹا
 فرماوین کہ جنس پر الزام لگایا گیا تھا یعنی بن یامین وہ حضرت یوسف کے بچنے میں شریک
 نہ تھے تو یہ قول قابل لحاظ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اولاً بن یامین کا شریک نہ ہونا بند
 صحیح ثابت نہیں ہوتا اگر شریک نہ ہونا ثابت ہو جب ہی کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ اس
 الزام سرور میں حضرت بن یامین کی طرف خاص خطاب نہیں ہے بلکہ یہ خطاب ایھا العیبر
 انکو لسا ر قون کا عام ہے جس میں انکے وہ برادران ہی جنہوں نے حضرت یوسف
 کو باپ کی چوری سے بچ ڈالا تھا داخل و شامل ہیں فقہر ولا تکن من الغافلین
قولہ صفت جس سے ثابت ہوتا ہے الخ اگرچہ اس دعویٰ کے عدم ثبوت پر ابھی پہلے دلیل
 کے ضمن میں بہت ایسے وجوہات پیش کئے جا چکے ہیں جس سے غالباً جناب مولوی صاحب
 تسلیم چارہ نظر نہیں آتا ہے لیکن چونکہ ان وجوہات میں تردیدات و تدقیقات علمیہ

اس کے لئے تاہم غیبی اونکو شامل حال رہتی تھی
 سبحان اللہ الغرض اس قسم کے آیات میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے خاص بندوں کے
 جن افعال کی عظمت و جلال ظاہر کرنا چاہتا ہو اسکی نسبت اپنی ذات پاک کی طرف فرماتا چنانچہ
 ہمارے رسول مقبول صلعم کی شان میں فرمایا ہے ^{علم} وما أمر صیت اذ صر صیت ولكن
 اللہ راہی بلکہ پورا صحا کی شان میں فرمایا ہے ^{علم} فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم
قولہ صفت خدا تعالیٰ انکو الخ یہ قول مشعر ہے طرف اعتراض کے مگر ہم نہیں سمجھتے آیا یہ اعتراض
 حضرت یوسف پر ہے یا خود خداوند تعالیٰ شانہ پر جو بد برے ساری عالم کا نعوذ باللہ
 من ذلك **قولہ صفت** غیر واقع الزام الخ یہ الزام غیر واقعی نہیں لگایا گیا تھا بلکہ واقعی الزام
 لگایا گیا تھا کیونکہ انہوں نے حضرت یوسف کو باپ کی چوری سے بچ ڈالا تھا اب اگر مولو لیٹا
 فرماوین کہ جنس پر الزام لگایا گیا تھا یعنی بن یامین وہ حضرت یوسف کے بچنے میں شریک
 نہ تھے تو یہ قول قابل لحاظ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اولاً بن یامین کا شریک نہ ہونا بند
 صحیح ثابت نہیں ہوتا اگر شریک نہ ہونا ثابت ہو جب ہی کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ اس
 الزام سرور میں حضرت بن یامین کی طرف خاص خطاب نہیں ہے بلکہ یہ خطاب ایھا العیبر
 انکو لسا ر قون کا عام ہے جس میں انکے وہ برادران ہی جنہوں نے حضرت یوسف
 کو باپ کی چوری سے بچ ڈالا تھا داخل و شامل ہیں فقہر ولا تکن من الغافلین
قولہ صفت جس سے ثابت ہوتا ہے الخ اگرچہ اس دعویٰ کے عدم ثبوت پر ابھی پہلے دلیل
 کے ضمن میں بہت ایسے وجوہات پیش کئے جا چکے ہیں جس سے غالباً جناب مولوی صاحب
 تسلیم چارہ نظر نہیں آتا ہے لیکن چونکہ ان وجوہات میں تردیدات و تدقیقات علمیہ

بحث ہے جس سے سو خاص اہل علم کے عام لوگوں کو کچھ فائدہ نصیب نہیں اس لئے پھر یہی
 و عام فہم تقریر یہاں پر یہ کی جاتی ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ دعویٰ و دلیل
 مناسبت نہیں ہے دعویٰ تو ہے جو از ملازمت نوع دوم قسم سوم کا اور دلیل ہے ملازمت
 یوسف کی جو باقرار خود مولف صاحب قسم اول میں داخل ہے اور معذرتاً ہم یہ بھی کہتے ہیں
 کہ حضرت یوسف نیات باطلہ و اغراض فاسدہ و شہوات نفسانیہ سے پاک تھے ہر دم مویبہ
 تھے ساتھ تائید غیبی کے جو کام کرتے تھے موافق وحی و الہام کے کرتے تھے ان وجہوں سے
 انکو اس ملازمت کا اختیار کرنا مناسب بلکہ واجب تھا بخلاف عامہ مومنین کے کہ انکو یہ باتیں
 نصیب نہیں پس یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہاء و محدثین کا آپ
 اتفاق ہے لفظ الدخول فیہ لمن ینحاف العجز و لا یامن علی نفسه الحیف
 علاوہ اسی بنا پر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت یوسف سے کل زمانہ ملازمت میں ایک
 حکم و فیصلہ ہی ایسا سرزد نہیں ہوا کہ بیاس قانون شاہی شریعت یعقوبی کے خلاف یا
 معایر ہو اگر اچھا نا کوئی معاملہ ایسا پیش ہی آجاتا کہ شریعت یعقوبی و قانون شاہی تعارض
 ہوتا تو اپنے حسن تدبیر و حکمت عملی موید تائید غیبی سے وقت پر متابعت شریعت یعقوبی کے
 کر لیتے و قانون شاہی کو طاق پر رہنے دیتے اگر کوئی اسکے خلاف کا مدعی ہو تو اس کو لازم
 ہے کہ کوئی حکم یا فیصلہ انکا بسند صحیح ایسا دکھا دے کہ بیاس قانون شاہی اس میں مخالفت
 یا مغایرت شریعت یعقوبی کے صریح ہو و گاتی رہے یہ مومنین ملازمین شاہی جو قسم دوم میں
 شمار کئے جاسکتے ہیں انکے اکثر سے ایک نہیں سیکڑوں ہزاروں احکام و افعال ایسے ہو چکے
 ہیں اور ہر ہے میں جس میں بیاس قانون شاہی مخالفت شریعت محمدی کے موجود ہے
 اگر اس میں کسی کو کچھ شک ہو تو ہم سے سند طلب کرے بہر حال تا صفا فی اس بات کہ عام

لا
 بیعت نکروہ
 بدو ظل ہوس
 ہمیں شخص سے
 جو دینا ہو عجز
 ہوئے اور
 نہیں ہوں
 ہونا اپنے نفس
 پر ظلم کرنے
 سے ۱۱

مومنین و حضرت یوسفؑ کے اصدار حکم میں مناسبت تامہ ہے دم نقد یہ استناد و اقتدا قابل
 قبول و لائق التفات کے نہیں ہے قولہ صفہ دوسری دلیل الخ یہاں پر مولوی صاحب نے مطلوب و غیر مطلوب
 میں کچھ فرق نہیں کیا غیر مطلوب کو مطلوب قرار دیا غیر مطلوب کے دلیل کو مطلوب کی دلیل ٹھہرا دی
 اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں پر تین امور ہیں ایک یہ کہ رعایا اپنے خوشی و رضا مندی سے
 خواہ کسی تفہیم سے خواہ بلا تفہیم کسی کے اپنے واجبی حق کو چھوڑ کر اس سے کمتر پر مصالحت کر لیں و دم
 یہ کہ حاکم رعیت کو بجز واکراہ اُسکے واجبی حق سے کلا یا بعضاً محرم کر دے یعنی باوجود ثبوت
 دعوی مدعی کے اُس کا کل دعوی دسمس کر دے یا صرف جزو دعوی کی ڈگری دے سوم
 یہ کہ حاکم حقوق اللہ یعنی حدود کو بعد ثبوت اُنکے موجبات کے فروگداشت کر دیں ان میں سے
 امر اول تو بلاشبہہ نتیجہ اس دوسری دلیل کا ہے لیکن وہ مطلوب یعنی متنازعہ فیہ نہیں ہے اور مطلوب
 امر دوم و سوم ہیں اور یہ دوسری دلیل اُنکی منہج نہیں ہے۔ و نیز جب حدود میں بالخصوص بعد ثبوت
 موجبات شفاعت تک جائز نہیں ہے تو حاکم کو اُنکا فروگداشت کر دینا کب جائز ہوگا و نیز جب
 سرقہ میں بعد ثبوت اگر سرورق منہ یعنی مالک مال چور کو معاف کر دے تو اس معاف کر دینے سے
 حد ساقط نہیں ہوتی بلکہ حاکم پر اُسکا ہاتھ کاٹ دینا واجب ہے، اسی طرح جب زنا یا بجز میں بعد ثبوت اگر
 مزنیہ یعنی جسکے ساتھ زنا یا بجز کیا گیا ہے زانی کو معاف کر دے تو اس سے حد ساقط نہیں ہوتی بلکہ حاکم
 پر اُس انی کو سزا سے مقررہ خداوندی دینا واجب ہے، تو حاکم کو ان حدود کا فروگداشت کر دینا کب جائز
 ہوگا و نیز جب نص صریح تہلک حد و داللہ فلا تعد و ہا موجود ہے تو ان حدود کی جگہ
 دوسری کوئی سزا دینی کس طرح جائز ہوگی قولہ صفہ تیسری دلیل الخ اولاً شراب خواری کی کسی حد کا
 آنحضرت صلعم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے عہد میں واقع ہو چکنا ممنوع ہے اور حدیث صحیح بخاری جسکو
 جناب مولوی صاحب نے صفہ ۱۵ میں نقل فرمایا ہے ہمیں یہ مسنون ہے کہ آنحضرت صلعم کے عہد اور خلافتِ یقینی

۲
 ایچ بی حدیث
 میں اسکی نہ
 تجاوز کر دے

حد میں جو افزائش عمری ہوتی تھی وہ بطور حد ہی کے ہوتی تھی لیکن اس افزائش کا نوع دوم کی
 افراد میں سے ہونا مسلم نہیں ہے بلکہ یہ نوع آخر کے افراد میں سے ہے اس لئے کہ نوع دوم میں جن احکام
 (مثلاً حکم قید) کا نافذ کرنا پایا جاتا ہے وہ احکام شرعیہ (مثلاً حکم قطع ید) کے بالکل مغایر
 ہوتے ہیں جیسے وجود انسان فرس کا کہ ایک دوسرے سے جدا جدا مستقل طور پر پایا جاتا ہے
 اگرچہ اجتماع دونوں کا ممتنع نہیں ہے بخلاف اس افزائش کے کہ اسکو اصل حکم شرعی سے ایسی مغایرت
 نہیں ہے بلکہ مماثلت و مشابہت تامہ ہے یہاں تک کہ بدون حکم شرعی یعنی چالیس کے وجود اس افزائش
 یعنی اشی کا ممکن نہیں ہے جیسے وجود کل کا بدون جزو کے ممکن نہیں ہے اس تقریر و تفسیر سے ہماری
 یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ یہ دونوں مثالیں یعنی حکم قید و حکم افزائش یکساں نہیں ہیں اور نہ
 ایک نوع کی یہ دونوں افراد ہیں بلکہ دونوں دونوں کے افراد ہیں اول یعنی حکم قید اس نوع کا
 فرد ہے جو حکم شرعی کے بالکل مغایر ہے اور ثانی یعنی حکم افزائش اس نوع کا فرد ہے جو حکم شرعی
 کے مماثل و مشابہ تامہ ہے پس یہ استدلال یعنی نوع مماثل کی جواز سے نوع مغایر کے جواز پر دلیل
 لانا جناب مولو یصاحب کی شان طباعی و دعویٰ احقاق سے نہایت بعید ہے قولہ صفحہ ۹۲
 ہمارے ان لائل ثلاثہ سے النہم ہر چند ان دلائل ثلاثہ کی البطلان میں بہت شرح و بسط کے ساتھ
 ہم اور بحث کر آئے ہیں لیکن پھر یہی اب ہم کہتے ہیں بشرط تسلیم اس بات کے کہ اگر یہ دلائل ثلاثہ مدعا
 کے ساتھ منطبق ہوں تو جب ہی چونکہ فی زمانہ اصل مدعا کے عمدہ و اعلیٰ افراد کا وجود حسی عقلا
 صفت ہے اس لئے یہ دلائل ثلاثہ بلکہ ساری کوشش مؤلف صاحب کی بالکل بیکار ہے گویا باد
 و رشت ہوں گے یا یون سمجھئے کہ شخص مفروض الوجود کی شادی درپیش ہے اور اسکی شادی کا
 سارا اہتمام و انتظام ہو رہا ہے سبحان اللہ خیر اب ہم سے وجہ معدومیت و عقا صفتی کی اسکی
 سنئے کہ ہم کو جہاں تک پہلے سے علم ذاتی حاصل ہے یا اسوقت حاصل ہوا ہے بذریعہ تین تفسیر کا

صاحب کے جو بیانات و امثلہ ملازمت کی ضمن میں مندرج ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نوع
 سوم سوم کی اکثر افراد اعلیٰ و افضل ساتھ نوع اول قسم سوم کے منضم ہیں اور نوع اول قسم سوم
 ناجائز و حرام ہونا خود باقرار مولف صاحب ثابت ہے پس بقاعدہ اصول مسلمہ (اذا اجتمع
 حلال و الحرام غلب الحرام) نوع دوم قسم سوم کے افراد منضمہ جو عزم مولف صاحب
 جائز و حلال ہیں ناجائز و حرام نہیں۔ اب رہا یہ کہ مولف صاحب اگر یوں فرماویں اگرچہ اکثر
 افراد منضمہ ناجائز و حرام نہیں تو اس سے کیا بعض افراد غیر منضمہ تو جائز و حلال رہیں گے پس میری
 مدعا کی مطلقاً معدومیت و عناق صفتی نہیں لازم آتی ہے اور نہ میری محنت بالکل بیجا جاتی
 ہے اسکا جواب یہ ہے کہ لاکھ حکم اہل یا یوں کہئے اشارہ کا لحدوم و معہذا جب اکثر افراد عمدہ و
 اعلیٰ اسکے معدوم ہو گئے تو اب بعض افراد باقیہ گوا علیٰ عمدہ ہی کیوں نہیں اہل اسلام کی
 ترقی دنیا کے لئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ افراد طالب افراد مطلوب سے بدرجہا زائد ہونگے
 گویا ایک انار و صد بیمار کہا چلے اور اگر بالفرض مسلمانان قسم دوم کی طرح افراد باقیہ
 پر کامیاب ہو کر ترقی کریں جب بھی غیر اقوام پر انکو غلبہ ممکن نہیں اسلئے کہ غیر و نکو بسبب عدم
 پابندی اتقا کے وسائل ترقی ان سے کہیں زیادہ ہونگے اور انکو پابندی اتقا کے سبب بخر لیک
 وسیلہ کے دوسرا وسیلہ نہیں ہے وہ ایک سلیہ ہی ایسا نہیں کہ مخصوص ہو ساتھ انہیں مسلمانوں
 کے بلکہ انکے غیر بھی ہمیں شریک اعظم میں نتیجہ اس محنت کا معلوم ہوا اور مثل اس کوشش کی
 یہی ہوئی کہ کوہے کنیدین و کا ہے بر آوردن **قولہ** صف ۹ کیونکہ وہ اس حکم الہی واضح ہے
 کہ سلطنت شخصی نہیں ہے بلکہ سلطنت جمہوری ہے اور ہر سلطنت جمہوری کا یہی معمول و دستور
 ہے کہ کوئی قانون و ضابطہ خود رائی سے پاس نہیں کرتی بلکہ ممبران کمیٹی سے جس میں ہر قوم کے
 اراکین و خواہ داخل و حاضر رہتے ہیں اپنی تجویز و رائے کو موافق کر لیتی ہے اور انکی ضمانتی

اعلیٰ و افضل

عزم مولف صاحب

غالب

عزم مولف صاحب

و خوشنودی کو ہر وقت ہر حال میں منظور و ملحوظ رکھتی ہے پس بنا براس دستور کے مولف صاحب
 کو یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ اہل اسلام ہی بوجہ مشارکت فی المشاورت کے اس حکم کے اجرا پر قادر
 ہیں اور اس ترک کے جرم و الزام کے مستحق ہیں اب اگر مولف صاحب اسپر ہی انکی بے لختیاری
 و مجبوری کے قائل رہیں تو اسکا قائل ہونا بھی ضرور ہوگا کہ مسلمانوں کو سلطان جابر کی خدمت
 و ملازمت آسبوقت تک حلال ہے کہ قضا بحق کر سکیں اور تنفیذ احکام شرعیہ میں انکو مانع نہ ہو
 ورنہ حرام ہے و مانحن فیہ ایسا ہی ہے یا ایسا ہی ہوا قولہ صف ۹۵ اسکا جواب یہ الخ اولاً ترک کا
 انحصار عدم لفضل میں ممنوع ہے کیونکہ نہیں ترک کے معنی کف النفس کہا جاوے کہ بنا براس
 تفسیر کے ترک امر و جودی قابل نیابت ٹہرے ثانیاً گورنمنٹ کا یہ ترک محض ترک نہیں ہے
 بلکہ اس ترک کے ساتھ طلب ترک ہی ہے اور طلب ترک میں نیابت صحیح ہے۔ ثالثاً ترک تعمیل میں
 نیابت نہ سہی پر اس اختیار صحبت ملازمت سے اتنا ضرور ہوگا کہ انکے خواہشوں کی پیروی کرنی
 ہوگی جبکی ممانعت صاف قرآن میں موجود ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تتبع اھواھم
 واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک قولہ صف ۹۶ یہ اعتراض
 برٹش گورنمنٹ پر الخ جب عام اہل اسلام سے خطاب ہے تو پھر یہ قول کہ فلان کے اصول پر یہ
 اعتراض ہوگا اور فلان کے اصول پر نہیں ہوگا محض یہ واقع ہے قولہ صف حضرت جناب
 صحابی رحمہ اللہ ارباب دانش و بینش پر پوشیدہ ہے کہ اس تقریر میں اور چند جگہ اسکی مثل میں
 مولف صاحب سے غلطی یا مغالطہ وہی بیشک ہوئی ہے کہ دونوں امکانوں میں اور اون کے
 حکموں میں کچھ فرق نہیں کیا ہے حالانکہ یہ فرق انظر من الشمس ہے کہ افعال میں امکان وقوع
 فی المعصیت دو حال سے خالی نہیں ہے یا خود فاعل کے وقوع فی المعصیت کا امکان ہوگا
 غیر کے اول میں شرع کی طرف سے اجتناب کی تکلیف دی گئی ہے اور ثانی میں نہیں

لے بینی فرمایا
 اللہ تعالیٰ کے اور
 سہ پیروی کرنا
 فوجی اور
 اٹنے یہ کہ بیکار
 جگہ بعض سے
 جو انار
 اور نئے نئے

اب جاننا چاہی کہ حضرت جناب صحابی رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں اور برٹس گورنمنٹ کی فوجی ملازمت میں ایک ہی طرح کا امکان ہے یا دونوں میں دو طرح کا پس یہ بھی ادنیٰ تا مل سے ظاہر ہے کہ دونوں یکساں نہیں ہیں بلکہ فوجی ملازمت میں امکان قسم اول ہے جس سے احتراز تکلیف مالا یطاق نہیں ہے اور حضرت جناب صحابی رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں امکان قسم ثانی ہے جس سے احتراز تکلیف مالا یطاق ہے اگر مولوی صاحب اس تفرقہ میں نظر ہو تو وجہ نظیر پیش فرما دیں اس وقت ہم اپنے اس دعویٰ کو مدلل کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ قولہ صفا مردہ کو چیرنے میں الحاح اس فعل کے امتناع و بضرورت ہونے پر عدم تعامل قرون ثلاثہ دلیل کافی ہے باقی رہی نیت شر یا خیر اسکو فعل کے جلت دست میں اس وقت تک دخل ہے کہ فعل فی نفسہ حلال ہو اور اگر فعل فی نفسہ حرام ہو تو نیت خیر کے شمول سے حلال نہیں ہوگا وبالغرض اگر بقول مولف صاحب عند ضرورت ساتھ نیت خیر کے منع نہیں تو ہم امید کرتے ہیں کہ جناب مولف صاحب اپنی نعتش کے لئے وصیت فرما جاویں کہ انکی وارث وقف ڈاکٹر خانہ کریوین تاکہ طلباء علم تشریح اس سے فائدہ اٹھاویں اور مولف صاحب ہی بعد موت کے داخل حسنت رہیں ورنہ یاد رہے ہمیت عالمی راگ گفت باشد و بس ہر چہ گوید گیر داند کس ڈو ویکر قدم باید اندر طریقت نہ دم ہر ثبات ز ندر دم بے قدم ہر قولہ صفا صحیح بخاری وغیرہ الحاح و طرح سے یہ دلیل منقوض ہے ایک یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صرف اپنا قول و فعل حجت شرعی نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ وہ ارادہ انکا ایک کافرہ کے حق میں تھا امانت ہو خواہ تنبیہا خواہ اور کسی مصلحت سے اس سے مسلمان مردہ یا زندہ کے حق میں اثبات جواز محض لایعنی ہر قولہ صفا یہ فعل ناجائز ہونا الحاح حضرت علی رضی اللہ عنہ معصوم نہیں تھے ہو سکتا ہے کہ حالت غضب میں ظلم یا عمد ایسا ارادہ کیا ہو یہ ارادہ کیا ہے اس سے بڑھ کر بعض صحابہ سے قول و فعل وقوع میں آئے ہیں دیکھیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ میں عروہ بن مسعود کو بحالت غصہ مصلح

پچھلے وقت کے صحابہ

بظروف اللات کہا تھا اور حضرت خالد بن ولید نے جذبہ میں نوسلہ لکھ کر خطا نقل کر دیا تھا اور
 میں بعضے پیغمبر سے ہی ایسا کام ہوا ہے کہ پچھتا ہوا جیسے حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون
 حالت غصہ میں دائرہ ہی دوسرے پکڑ کر کہینا قولہ صفا آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد الخ یہ ہے اور
 مولف صاحب کے قول کا موید نہیں ہے بلکہ میری مدعا کا مثبت ہے کیونکہ غرض اس ارشاد سے
 یہ ہے کہ جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا و پیٹ چیرنا وغیرہ بہ نیت نفع غیروں کے حرام ہے ویسا ہی
 مردوں کی ہڈی توڑنا و پیٹ چیرنا بہ نیت نفع غیروں کے حرام ہے ہاں بہ نیت نفع ذاتی اسکی ہوتو
 مضائقہ نہیں ہے اور یہ مردہ میں ممکن نہیں بجز زندہ کے قولہ صفا اگر اصل عقد میں الخ یہاں
 ما نحن فیہ کے اکثر جزئیات ایسی ہی ہیں کہ ان میں معصیت مشروط ہے بخارق اس عقد العقد
 ممکن نہیں انکار اس کا انکار مرید ہی کا ہے باقی رہا اگر کوئی شخص کسی وجہ خارجی کو سبب
 معصیت مشروط فی العقد کے ارتکاب سے باز رہے تو وہ عدم ارتکاب نہ قابل اعتبار ہے
 اور نہ موجب حلت اس عقد کا من لادعی خلاف فعلیہ میانہ قولہ صفا ہم اور کسی
 شغل کو الخ قطع نظر اس سے کہ حرفت و تجارت و ملازمت مساوی فی المعصیت ہیں یا نہیں حال
 حرفت و تجارت کو ملازمت پر بیشک ترجیح ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے عن مرفوع بن سنان
 قال قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ و کسب
 دیکھے اس حدیث میں آنحضرت نے حرفت و تجارت کو سبب شغلون سے افضل فرمایا ہے اور
 سعدی رح کہتے ہیں ہمیشہ بدست آہک تفتہ کردن خمیر و بہ از دست بر سینہ ہنر
 حضرت قاضی ثنوار اللہ بھی مالا بد منہ میں فرماتے ہیں بہترین کسب عمل دست خود سے
 اور اسی طرح فتح العزیز وغیرہ میں ہے اور ان اقوال کے ماوراء احوال سلف صاحبین
 کرتے ہیں تو یہی پاتے ہیں کہ ہر زمانہ کے بزرگان ان پیشونکو جو مولف صاحب کے

کے نفع کو دیکھ کر
 اس کے خلاف ہے
 مدعی جو آپ بیان
 کرنا لازم ہے
 بلکہ نفعی رافع
 بن خدیج سے روایت ہے
 کہ سو لفظ اصحاب
 علیہ السلام کہتے ہیں
 کیا ایک سے روایت ہے
 کہ کسب بہت
 کیا کہتے ہیں فرمایا ہے
 ہاتھ کا کسب اور
 ہنر ہے

وفلاکت سمجھے جلتے ہیں بخوشی اختیار کرتے رہے اور ان شخونے جنہیں بقول مولف صاحب عزت
 و ثروت تصور ہے بلکہ ترقی دین منحصر ہے بالقصد کنارہ کشی کرتے رہے چنانچہ کتب سیر ایسے تذکرہ
 بہرے ہوئے ہیں جسکو ہم اس سالہ میں بالاستیعاب درج نہیں کر سکتے ہیں با اینہم چند تذکرون پر
 کفایت کیا جاتا ہے۔ نقل است کہ حکیم ثنائی رہ ہموارہ منزوی و منقطع میبودہ و از مخالفت اہل دنیا
 معرض۔ نقل است کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند شاہر گز غلام و کینزک نبی بودہ است
 ایشانرا ازین معنی سوال کردند فرمودند بندگی بخواجگی راست نئے آید۔ نقل است کہ شیخ نظامی رہ
 عمر گرانمایہ را از اول تا آخر بقناعت و تقوی غرلت و انزوا گزرا نیدہ است ہرگز چون سائر
 شعرا از غلبہ میں ہوا ملازمت ارباب و دنیا نکرده۔ نقل است کہ یکی از احوال شیخ محی الدین عربی
 بادشاہ تلمسان بودہ است نام وی یحیی بن لیجان بود و زمان وی شیخی بود کہ ویرا ابو عبد اللہ
 تونسلی میگفتہ انداز خلق منقطع گشتہ بود و در بیرون تلمسان در موضعی بعبادت مشغول میبودہ روز
 ازان موضع بتلمسان میرفت یحیی بن لیجان رخیل و شتم خود در راہ بوی رسیدہ ویرا گفتہ اند کہ این
 ابو عبد اللہ تونسلی است سراسر باز کشید و برو سلام کردہ و جامہای فاخرہ در برداشتہ پرسیدہ
 است کہ یا ایہا الشیخ با این جامہا کہ من پوشیدہ ام نماز رواہست شیخ بخندیدہ است یحیی گفتہ است
 چرا میخندنی گفت از نادانی و کم عقلی تو حال تو بحال سگے میانند کہ در مرداری افتادہ باشد ازان
 سیر خوردہ و سرتاپاے وی از خون نجاست آلودہ باشد چون بیابول آید پاے خود را بردارد
 کہ ناگاہ ازان رشاشہ بوسے نرسد شکم تو از حرام برآمدہ و مظالم عباد در گردن تو بسیارہست
 و تو ازان میپرسی کہ نماز تو درین جامہا رواہست یا نہ یحیی بگریست و ازا سپ خود فرو آورد
 و سپا شیخ افتاد و ترک سلطنت کرد و ملازم شیخ شد چون سہ روز شد شیخ رسید امان آورد و گفت
 ایام ہمائی تمام شد بر خیز و ہیزم میکش و میفروش ریمان بستید و ہیزم بر سر خود نہاد و بیازار

می آورد و مردم ویرا بعد از سلطنت با خیال می دیدند و میگفتند ہیزم را میفرودخت و مقدار
 قوت خود میگرفت و باقی را صدقہ میکرد و ہمیشہ در شہر خود بود تا در گزشت وقتی کہ کسی از شیخ
 التماس دعا کردی گفتی التماس دعا از یحیی بن یحیی کنی کہ وی از بادشاہی بزہد آمد و شاید
 اگر بآن مبتلا بودی بزہد نہ آمدی۔ نقل است ابراہیم بن ادہم از ابنائے ملوک است در
 جوانی توبہ کرد و دست در طریقت نیکوزد و بشام رفت آنجا کسب میکرد و طلب قوت حلال
 در فحاشات الانس بلخصاً اگر مولف صاحب کو ابھی تک ان چند تذکرون سے تشفی تام نہو تو
 لازم ہے کہ دونوں فریق یعنی ارباب حرفت و تجارت و اصحاب خدمت و ملازمت کے
 معتمد علیہ شخصوں کی کمی و بیشی تعداد و قوت و ضعف صلاحیت و القابین خود بنظر انصاف
 غور کریں بعد اسکے ایک کو اور پر دوسرے کے ترجیح دیوں قولہ صفا یہ التزام متدین اہل
 اسلام کا الخ اس اعتراض و اعتراض ماسبق و مابعد کا مورد وہی شخص ہوگا جو اپنی مصونیت
 کا مدعی ہو یا یہ دعوی کرے کہ کوئی نوکری یا پیشہ جسمین گناہ کا امکان بعید ہی ہوتی یا تو رعایا
 نہیں کرتے اور اپنی معاملات میں معاوضہ عن الخبثت کو دخل نہیں دیتے اور کاسب حرام
 و مشتبہ کے اموال سے کسی طرح متمتع نہیں ہوتے۔ ہم ایسے شخص کے تلاش میں جہاں تک اپنی خیال
 و فکر و سمع و بصر کے گہوڑے کو دوڑاتے ہیں ہر کو ایک شخص ہی اہل سلام میں سے ایسا موجود
 فی الخارج نظر نہیں آتا ہے پس ان فرضی الزامات کی جواب دہی میں مشغول ہونا اوقات عزیز کا
 خون کرنا ہے مناسب ہے کہ جناب مولوی صاحب با محل اعتراضات کو متعین فرماوین یا
 اپنے اعتراضات واپس لیوں قولہ صفا ان حالات و واقعات کے ساتھ الخ کیا انصاف
 سیکو متعنی ہے کہ جسکا کہائے اسکا گائے کیا تدین اسکو چاہتا ہے کہ تمک آیت لہ
 نقولون مالا تفعلون جب تک اپنے کو کل گناہ صغیرہ و کبیرہ احتمالی و یقینی سے پاک

وصاف نہ کر لین اپنے کو فرشتہ و ش نہ بنالین تب تک باوجود قدرت علمی و مالی و جسمی کو امر
 بالمعروف و نہی عن المنکر سے باز رہیں حاشا و کلا انصاف و تدین کا یہ کام نہیں ہے قولہ صفا
 مگر یہ سب کچھ الہ معاذ اللہ یہ قول حیرت ناک و عبرت انگیز مولف صاحب کا ایسے مولف کا کہ
 جس کا علم و فضل ہر موافق و مخالف کے نزدیک مسلم ہے علامات قیامت و آثار محشر سے نہیں
 تو کیا ہے کیا واقعی وہ عوام کہ پوری وجہ کا اتقا نہیں کرتے یا اسپر قدرت نہیں رکھتے انکے
 لئے یہی حکم شرعی ہے کہ مشتبہ کو مشتبہ نہ کہیں مگر وہ کو مکر وہ نہ جانیں کیا انکو یہی زیبا و مناسب
 ہے کہ مکر وہات و مشتبہات سے نہ آپ بچیں نہ دوسرے کو بچاویں کیا وہ خواص جن کے
 کل یا بعض اعمال موافق شرع نہیں یا انکے اعمال میں اخلاص و احسان پورے طور پر نہیں
 یا ذہن خلاق میں انکا اخلاص و احسان معتبر نہیں انکو شرع سے سکوت عن الحق کا حکم ہے
 انکو ازالہ منکرات ممتنع ہے کیا مرتکبان کبائر پر ارتکاب صغائر حلال ہے کیا گنہگار و نیکے
 اقوال و افعال حسنہ سے مخاطبین کو عبرت و نصیحت قبول کرنا حرام ہے ہرگز نہیں قطعہ

میں انداز اور
 جبر کو دیکھو

گفتہ عالم بگوش جان بشنو	ورنماند بگفتش کردار تو
باطل ست انچہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیسر داند رگوش	در نوشتہ ست پند برد یوار

قولہ صفا اس قسم سوم کے ملازم الخ اس موازنہ سے تفصیل خاص کی خاص پر ثابت
 ہوتی ہے نہ مطلق کے مطلق پر جو ما نحن فیہ ہے فلا حاجتہ للمناقشتہ فیہ مگر ہاں اتنا ضرور
 کہیں گے کہ مولف صاحب پر اس وقت مقولہ حبك الشئ یعنی ویصم کا اثر بیشک پڑا ہے
 اور نہ کیا وجہ کہ محل نزاع سے غیر محل نزاع میں جا پڑے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولف
 صاحب کو ثابت کرنا چاہتا تھا کہ مطلق اہل خدمت اہل حرفت سے بہتر ہیں یا یوں کہنا تھا

کہ امر افترا سے اچھے ہیں یا یوں کہنا تھا کہ جہلا علمائے افضل ہیں مگر اس کو ثابت
 کر سکے بالآخر ثابت کرنے کو کیا بیٹھے کہ اہل خدمت میں سے جو اپنے پیشہ کے ماور
 اور گناہوں پر مصر نہیں ہیں وہ بہت سارے ہیں اور اہل حرفہ سے جو اپنے پیشہ کے
 ماور گناہوں پر مصر ہیں لاجول ولاقوۃ الا بالعدہ حالانکہ اس سے کسی کو انکار نہیں
 اب اگر مولوی صاحب فرمادیں کہ میرے غرض اس سے تخصیص نہیں ہے بلکہ
 تعمیم ہے تو ہم باصداقت اولاً یہ عرض کرتے ہیں کہ غرض القائل فی لطن القائل
 ہو تو عجب نہیں ورنہ عبارت اس سے آبی ہے اور ثانیاً ہم یہ پوچھتے ہیں کہ آپ نے
 بیچارہ اہل حرفہ فقرا و علمائے کبار کی تذلیل و توہین و تحقیر میں جو جو محبتیں نقلی و عقلی صلی
 و فرضی ظنی و یقینی پیش کی ہیں کیا ان کے پیشہ کے لوازمات و متعلقات میں سے
 ہیں جیسے ان اہل خدمات امر و جہلا کے پیشہ میں سود کی ڈگری شراب کا امتحان
 شراب کا بیچنا ڈاڑھی کا مونڈنا مردہ کو چیرنا ترک حد و شرعیہ کا کرنا بادشاہ
 کی خواہشوں کی پیروی کرنا وغیرہ وغیرہ لوازمات و متعلقات میں سے ہیں
 اگر آپ فرمادیں کہ ہاں تو آپ کے انصاف و دیانت کے صدقے اور اگر فرمادیں کہ
 نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ پھر یہ گناہ کبر و ریاضت و افترا جاہ طلبی و ناموری فقہ
 پر دازی وغیرہ جنکے بیان میں آپ نے کئی درقون کو سیاہ کیا ہے باوجود مسافر
 ہونے کے ایک فریق کے ساتھ تخصیص کی کیا وجہ اور دوسرے فریق کو مستثنیٰ کرنا
 کیا سب قولہ صفاً ہم یہ نہیں کہتے علماء الخ ہم ہی یہ نہیں کہتے امرا ہی ہم
 وہ اپنے شغل میں یکساں بُرائی کے مرتکب ہیں حاشا و کلا۔ امرا میں سے
 لوگ ہی بہت ہو چکے ہیں و اقل قلیل اب تک موجود ہیں مگر توہین و تحقیر

توجہ کرتے ہیں **قول** صف ۱۲۵ اس کی پیشی پر دلیل الخ یہ تخصیص پاسداری کی باتیں ہیں
 حق یہ ہے کہ جیسے بعض خدا ترس و متدین منصف و تحصیلدار وغیرہ اپنے گناہوں پر نادام و
 متاسف ہوتے ہیں ویسے ہی خدا ترس و متدین واعظ و مفتی مدرس و مولف تاجر وغیرہ
 بھی اپنے گناہوں پر نادام و متاسف ہوتے ہیں۔ انکار اس کا مکابرہ ہے **قول** صف ۱۲۵ معہذا
 اس خلاف الخ یہ بھی غلط ہے بلکہ ان کے ماتحت و تابعین پر ان کے خلاف کا ضرر و اثر ضرور پڑتا
 ہے **قول** صف ۱۲۵ اور یہ مقدس حضرات الخ
 الناس علی دین ہلوکھم اسپر شاہد ہے **قول** صف ۱۲۵ اور اسپر الخ اسکی
 مولف صاحب کی یہ بدگمانی ہے کیونکہ علم کا یہ مقتضی نہیں کہ بیدینی کو دین سمجھے یا گناہ کو
 ثواب ہاں یہ گمان اگر جہلا کے طرف کیا جاوے تو بجا ہے **قول** صف ۱۲۵ اور اسپر الخ اسکی
 تخصیص ہی ایک فریق کے ساتھ محض لے انصافی و ناحق اندیشی ہے **قول** صف ۱۲۶ ان
 اشغال و تعلقات الخ جو اس کا وہی ہے جو تحت میں **قول** مگر یہ سب کچھ الخ متعلقہ صف ۱۱۷
 میں گزر چکا **قول** صف ۱۲۶ شیطان اول تو الخ شیطان علیہ اللعن کو کل بنی آدم کی دشمنی
 سے کیا غرض و مطلب وہ مردود تو صرف مومنوں کا دشمن ہے اور آجکل پر کیا موقوف وہ
 تو ہمیشہ کا دشمن ہے دشمن ہی ایسا قوی کہ معاذ اللہ ناواقف کم علم کو کون پوچھتا ہے انکو
 بہکانا اسکا ایک ادنی کہیل و تماشا ہے وہ مردود تو بڑے بڑے عالم ہوشمند کی آنکھوں پر طبع کی
 بیٹی جما کر دل پر چب جاہ کی مہر لگا کر عقل سلیم کو غفلت کے پردے میں ڈھانک کر گلے میں لال
 کا طوق پہنا کر پاؤں میں حرص کی زنجیر ڈال کر زور سے پکڑ کر اپنی طرف انکو گھسیٹتا ہے اور آیت
یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجننا منها الا ذل کا مضمون خوب
 مدلل کر کے سمجھاتا ہے اور آیت مابعد کی طرف نظر و فکر کر نیسے بالکل روک دیتا ہے تدبیریں
 ایسی بتاتا ہے جو دیر عالم کی تدبیر سے بالکل خلاف مثلاً ترقی دین کے لئے مدبر عالم اپنے احکام کی

اس کا جواب اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں
 اس کا وہی ہے جو تحت میں

بجا آوری کی تاکید اور اپنے رسولوں کی راہ و روش کی تعلیم فرماتا ہے اور انبیاء اللہ جنہوں نے غربا و فقیرین کو
 خصوصاً بکریوں کے چرواہی تو سب کی ایسی ہی غربانہ حالتوں میں دین کی اشاعت کرتے رہے
 جسکے باعث غربا نے ہدایت پائی اور امرار بسبب غرور دنیا کے منکر ہو کر ہلاک ہو گئے و علیہم لعن
 کہتا ہے کہ یہ سب کچھ نہیں اصل تدبیر ترقی دین کی یہ ہے کہ فقر و غربانہ حضرت پر قناعت نہ کرو
 ڈبل ڈبل نوکریاں کرو اور مثلاً دنیاوی ترقی کے لئے وہ مدبر عالم فرماتا ہے و اطیعوا اللہ و
 رسوله و لا تنازعوا فتشلو و اتذہب بکم یعنی اسد و رسول کی متابعت و باہمی
 موافقت پر دنیاوی اقبال تمہارا موقوف ہے وہ ملعون سو جہاتا ہے کہ یہ سب کچھ نہیں مال و
 دولت دنیا کی تکثیر و توفیر میں جہا تک ہو سکے اور حسب طرح ہو سکے خوب کوشش کر کے حاصل
 کرو پھر اسی کے طفیل سے ترقی دین یعنی اسد و رسول کی اطاعت بخوبی نصیب ہو جاوے گی ورنہ دین
 و دنیا دونوں کے اعتبار سے اسفل لسا فلین میں رہو گے اعوذ باللہ السميع العليم
 من الشيطان الرجيم اور ان ہوشمند مولویوں کو بھی کون پوچھتا ہے وہ مرد و تور مولوں
 و بیوں کے تلاوت میں ہی اپنی طرف سے کہی کچھ خلل انداز ہی کرتا جسکو وہ رحیم و کریم دور کر دیا کرتا
 سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قو الا باللہ العظیم
 یا حی یا قیوم برحمتک استغیث فاصحہ شانی کلہ و لا تکلی الی نفسی طرفہ
قولہ صفحہ ۱۲۸ پہلے اعتراض کا جواب الخ یہ جواب اس وقت قابل التسلیم ہوتا کہ محل تقسیم مسلمانان
 میں قسم دوم کی تنویج ہوتی اسطور پر کہ قسم دوم میں دو درجہ کے لوگ ہیں۔ درجہ اول وہ کہ کل
 عبادات و معاملات و اشغال میں متقی ہوں دیدہ و دانستہ کہی اپنی عبادات و معاملات
 و اشغال میں ارتکاب منہیات پر مصر نہوں۔ درجہ دوم وہ کہ صرف عبادات میں متقی ہوں
 اور معاملات و اشغال میں پورا اتقان رکھتے ہوں بلکہ دیدہ و دانستہ مکروہات و ممنوعات پر

قرار کرتے ہوں۔ اور پھر اس تنویع کے بعد یہ تصریح بھی ہوتی کہ اس محبت میں مقصود
 مخاطب فقط درجہ دوم کے لوگ ہیں نہ درجہ اول کے اور اسکے بعد یہ جواب ہوتا تو بہت بجا
 درست ہوتا لیکن جب ہاں محل تقسیم میں اس تنویع و تصریح سے سکوت ہوا تو اب یہاں محل
 اب میں تخصیص و تقييد ہرگز قابل سماعت و لائق لحاظ کے نہیں ہو سکتی ہے۔ علاوہ
 یہ عبارت جو وہاں قسم دوم کے محل تعریف میں مذکور ہے اسکا مال و مفہوم یہی ہے کہ قسم دوم
 سے اسکا فرد کامل یعنی درجہ اول مقصود بالتعریف و مقصود بالتخاطب ہے اور یہاں محل جواب کے
 عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قسم دوم سے اسکا فرد ناقص یعنی درجہ دوم مقصود بالتعریف
 و مقصود بالتخاطب ہے **قولہ** هذا لا التعارض **قولہ** ۱۲۸ دوسرے اعتراض کا
 جواب الخ اولاً محال عملی و عادی کا اثبات محال ہے تا وقتیکہ مثبت میدان سور ظنی میں
 شتر بہار نہ بنجاوے یا ہر شخص کی نیات پر مطلع ہونی کا مدعی نہوے یا مباحات شرعیہ
 کو ممنوعات شرعیہ قرار نہ دیوے تا نیا ملازمت پیشہ کے اشغال میں عملی طور پر گناہوں سے
 بچنے کا قائل ہونا اور دوسرے پیشہ والوں کے اشغال میں عملی طور پر گناہوں سے نہ بچنے کا قائل
 ہونا ترجیح بلامرجح ہے **قولہ** ۱۲۹ دوسرا فرق الخ ہمنے مانا کہ بصورت خدا ترس و
 سدید ہونے و کبر و ریاء و کذب و افترا و ظلم و غصب وغیرہ کبائر سے پاک ہونے دونوں
 فریق کے ہر فریق کے حسنات انکے صفائے کے لئے کفارہ ہو سکتے ہیں لیکن با این ہمہ
 مساوی فقر کا کافی نفسہ فقر وہ احسان و انعام خداوندی ہے کہ اغنیاء اپنی ساری
 دولت و ساری حسنات سے اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رسول
 قبول صلعم نے فضائل فقرا میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ **لے** یدخل الفقراء الجنة
ال لا اغنیاء بخمس مائة عام نصف یوم **ایضاً**

ایضاً یعنی داخل
 پہلے دو نمبروں سے
 پانچویں سے کہ آداب میں
 شریعتی سے
 رسول خدا نے فرمایا کہ میں
 جنت کے دروازے پر
 ہر روز آتا ہوں لیکن
 میں نے وہاں سے نہیں
 دیکھا ہے اور وہ نمبر
 داخل ہے اور وہ نمبر
 میں نے نہیں دیکھا ہے
 لیکن میں نے داخل
 میں نے دیکھا ہے کہ ایک
 آدمی ایک حکم کی بنا پر
 جہنم سے نکلا گیا

خر غیر از ندامت و پشیمانی امری دیگر نخواهد بود و سود نخواهد داشت خیر شرط است پنجم وقت
 نماز بجماعت ادا نماید و حلال را از حرام امتیاز کند طریق نجات اخروی متابعت ^{حب} ضابطه شریعت
 است علیه و علی اله الصلوات و التسلیمات تلذذات فانیه و تنعمات ^{با لکه منظوره}
 نباشد و الله سبحانه الموفق للخیرات **مکتوب دوم** الحمد لله و سلام علی
 عباد الا الذین اصطفی فرزند عزیز فرصت مغتنم است باید که تمام عمر با مور لاطائل صرف
 نشود بلکه تمام عمر ^{مغتنم} حق جل و علا صرف باید نماز پنجگانه بجماعت و جماعت بتعدیل ارکان باید
 که ادا یابد و نماز تجمید را از دست ندهند و استغفار سحر را از انگان نگزارند و بخواب خرگوش
 مخطوط نباشند و بخطوط عاجله مصر نگردند و تذکیر موت و احوال آخرت نصب عین دارند
 با جمله از دنیا معرض باشند و با آخرت مقبل ^{تقدیر} ضرورت بدنیار پردازند و سایر اوقات
 باشغالی امور آخرت معمور دارند حاصل کلام آنکه دل باید که از گرفتاری ماسوسه الله
 آزاد باشد و ظاهراً با حکام شرعی ^{متجمل} و متزین **مصیح** کار نیست غیر این همه
 هیچ باقی احوال بخیر است و السلام ^{فقط} الجیب عبد الغنی عفا الله عنه ساکن موضع نورج
 متعلقه محال لعلپوره من مضافات صوبه بهار۔

صورتها ما قرظ العالم الاجل لفاضل الاكمل صحی السنة قاصع
 البدعة النحر الموفق المولوی محل شمس الحق عظیم بادی سلمه الله و الا بادی

الی رایت هذه الرسالة للفاضل الامیر المولوی عبد الغنی رفع الله منازله
 عندنا محلاته بواقیت التحقيق و جواهره و و الله از هذه ناطقة بالحق مشتملة
 بصواب متجاقة عن المفاصد و الله یجزی مولفها جزاء موفورا حدره
 عبد الغنی عفا الله عنه **ابو الطیب محمد بن محمد**

هذه الرسالة تامة بالصدق والصلوات ومؤلفها مصيب بن

كتبه نور احمد وفقه الله بعد نور احمد مختصر مختصر

تقریظ عمدة العارفين السالكين مولانا نور الدين صاحب

موضع ملها من مضافات صوبه بهار

يا اولی اباب اعلموا ان هذا الكتاب هدی للتقین بلا

بالاستیعاب فوجدته مقرنا بالصواب فالحمد لله الوهاب والشیخ

لمؤلفه الاواب خیر لا فقیر نور الدین قاضی المعرف شیخ عبد علی

قطعه تاریخ تالیف از جناب مولانا نور الدین صاحب

مرحوم این چه عجب نسخه مؤلف گوید

حق همین است که دلیت تحقیق و صواب

فخر چون دید پسندید و رقم زد و تالیف

تاریخ تالیف از شرح افکار یادگار اطباء نامدیه معروف

سلطان چو اگر خدمت شما ان این تمهید

بکوشید بدنا حق رو نماید

درین میدان قدم هر چه

که بر وقت شد

			18	18
			19	19
			20	20
			21	21

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

عَلَيْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

مجلد اول

کتاب ہدایہ



امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

مدرستہ العلوم

علیگڑہ



مکتبہ دارالعلوم دیوبند





در این کتاب که در بیان مباحث است و در بیان
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است

کتاب حاصل

در بیان مباحث است و در بیان مباحث است

در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است
در بیان مباحث است و در بیان مباحث است



بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الذين هم خاتم النبيين
مؤتمرون بهم ولو كان
بينهم وبين ربهم
أرضاء
والله اعلم
بما يعلن
والله اعلم
بما يعلن

است شامی که اگر در عدت سبب نکاح
مرا و را که نکاح کند خواهر از اجابت آنکه نکاح منقطع گردید با آنکه
یا سه طلاق و بنا بر آن اگر وطی کند زین مذکوره را در ایام عدت با وجود آنکه
آن واجب میشود بر او سه دلیل علمای ما اینست که نکاح خواهر از اول زن با
سبب باقی ماندن بعضی احکام آن چون نفقه و مخالفت از بیرون شهر و نکاح با شوهر
باشوهر دیگر و در اثر قاطع نکاح تاخیر است بنا بر آن جایز نیست نکاح زن مذکوره از شوهر دیگر
و حد واجب نمیشود بر شخصیکه وطی کند در ایام عدت بنا بر اشارت کتاب الطلاق و بنا بر
عبارت کتاب الحد و حد واجب میشود بحجت آنکه ملک شوهر زایل گشته است در حق
حلت وطی پس زنا تحقق خواهد شد و ملک آن ایل نشده است در حق نفقه و جز آنکه نکاح
پس شخص مذکور سبب نکاح خواهر زن مذکور خواهد شد جمیع کننده و نکاح میان خواهر نکاح کند خواهر نکاح کند
و نه زن از بنده خود بحجت آنکه نکاح مشروع است برای آنکه نمره آن مشک باشد
زن دشوی و مملوکیت منافی مالکیت است پس ممتنع است که نمره آن مشک باشد
است نکاح از زن کتابیه چه حق تعالی فرموده است که علال گردانیده شده
زنان محصنه را که از اهل کتاب اند و مراد از محصنه عقیقه است و باید دانست که
آزاد و کنیز هر دو برابر است چنانچه بیان آن خواهد آمد انشاء الله تعالی جان من
مخوشه بحجت آنکه پیغمبر فرموده است که سلوک کند با هر یک از اینها
و لیکن نکاح نکند زنان آنها را و مخورید و بیجا آنها را زنیست که

و نیز در کتاب شریعت نوشته شده که اگر امان بیاید و جایز است نکاح از زن صابیه
که از امان آورده باشند بدین پیغمبری چه آنها از اهل
کتاب باشند که او اکتب باشند و تا باشد حدیثها از کتاب آسمانی جایز نیست نکاح
با آنها از کتاب شریعت که از حدیث اخلاقی که منقول است میان ابی حنیفه و صاحبین معمول است
و در باب آنها پس هر یک حکم کرده است موافق تفسیر خود و بر همین اختلاف است
بریه از جایز است هر شخصی را که احرام حج نموده است اینک نکاح کند در حالت احرام
فقدان احرام کننده یازن و گفته است شافعی که جایز نیست و بر همین اختلاف است
که نکاح کند ولی تحریم زنی را که او ولی آنست دلیل شافعی قول پیغمبری علیه السلام
که نکاح المحرم و لا یكسب یعنی نکاح نکند محرم زن را و نه ترویج کند و دلیل علمای ما اینست که پیغمبر
صلی الله علیه و آله و سلم نکاح کرده بود از میوه که در حالتیکه او علیه السلام محرم بود و آنچه روایت نموده
شافعی معمول است بر وطی جایز است مسلمان آزاد را که نکاح کند کثیر مسلمه یا کتابیه را و گفته
که جایز نیست ویرا که نکاح کند کثیر کتابیه را بحجت آنکه نکاح نمودن از کثیر جایز نیست
بصورت زیر آنچه اگر نکاح کند کثیر را لازم می آید که جزو خود را رقیق و ملوک گرداند و
کثیر مسلمه و امید از و شافعی طول حره مانع نکاح کثیر است و نزد علمای مارح
است بحجت آنکه آیت قرآن که دلیل طلقت نکاح آنهاست مطلق است و
باید که نکاح نمودن کثیر باز ماندن است از حال نمودن فرزند آزاده
فراوانه از حال اهل فرزند باز ماند و هر گاه چنین شد پس

Marfat.com

بگفت ای کجاست که
از او بگفت هر دو
و عدوت مذکور است اینست
بگردد و عدوت مذکور است اینست
باشد و زین کج او جان است کج نمودن
نموده میشود زن آزاد و کنیز و بخت آنکه زن آزاد و مطلق
نعمت مذکور و یافته شده است در حق و اگر شکی کج
عدت شدت است از طلاق با این جایز نیست در این صورت
آنکه است این کج کنیز زن آزاد و طام پس بگردد
کردن زن خود و کج کند زن مذکور و در مالک
نمی شود و در این عقیقه نیست کج
حکام پس جایز خواهد بود کج کنیز زن مذکور
زیا و مقبول در این است کج
آنکه با شکرند آنکه کنیز
قرن بگردد و کج

تراش خواجه خودست حتی که ثابت میشود نسبت فرزندانی که از او
 نماید پس اگر صحیح باشد نکاح و سوائی لازم آید هیچ بیان در تراش خواجه
 تراش خواجه و سوائی ضعیف است لهذا اگر نفی کند خواجه نسبت فرزندانی که از او
 بغیر لعان پس تراش مذکور معتبر نیست بدون عمل که شخصی و طایف کرد کثیر خورده بعد از آن
 کرد آزا با کسی پس نکاح مذکور جایز است بجهت آنکه کثیر مذکوره تراش خواجه خود نیست بلکه
 مذکوره اگر ولد آر و ثابت نمیشود نسب آن از خواجه مذکور بغیر دعوت آن ولیکن مستحب است
 مرخواجه را که استبرأ نماید تا آب منی و سوائی محفوظ ماند و بعد از آن باید دانست که هرگاه جایز است
 نکاح کثیر مذکوره پس جایز است شوهر و سوائی که طایف کند آزا پیش از استبرأ از دینی حقیقه و دینی
 یوسف و گفته است محمد که مستحب است که طایف نکند شوهر مذکور پیش از استبرأ بجهت آنکه احتمال
 دارد که در رحم و سوائی آب منی خواجه و سوائی باشد پس استبرأی رحم از آب منی ضروری است چنانچه
 در صورت شرعی کثیر و دین شخین است که حکم شارع بجز نکاح آن ولادت میکند بر آنکه
 خالی است پس حکم با استبرأ نموده نخواهد شد بطریق استبراء در بطریق و بوجوب بخلات
 چه شرعاً جایز است با وجودیکه رحم و سوائی خالی نباشد و همچنین اگر ببیند شخصی در رحم
 است و بعد از آن نکاح کند از اطلاق است مراد آنرا که طایف کند آزا پیش از استبرأ از دین
 محمد مستحب است نزد من که طایف نکند آزا پیش از استبرأ از دین محمد که
 است و صورت آن ایست که بگوید شخصی بر من است که نکند آزا پیش از استبرأ از دین
 است مالم که نکاح بقدری نیست زیرا بعد از آن طایف بود پیش از استبرأ

Marfat.com

و اینست که بیعت که منع آن با جماع صحابه ثابت است و این عباس
 و اینست که بیعتی صحابه دیگر پس با جماع صحابه ثابت گشت نکاح موقت باطل است
 و اینست که نکاح موقت را بیعاده روز شنبه شهادت دو گواه و گفته است
 که نکاح موقت صحیح و لازم است بجهت آنکه نکاح باطل نمیکرد و سبب شرط فاسده و دلیل
 بر اینست که نکاح موقت در معنی نکاح معتقد است و معتبر در عقود معانی است و راز باشد در
 آنکه تا به جهت آنکه سبب معتقد شدن نکاح موقت تعیین مدت است و آن یافت میشود
 در مدت موقت اگر شخصی نکاح کرد و در عقد واحد و وزن را که یکی از آنها حلال نیست مراد
 صحیح است نکاح زنیکه حلال است نکاح آن مراد باطل است نکاح دیگر را چه موجب بطلان
 نکاح است مگر در حق آن بخلاف وقتیکه جمع کند میان بنده و آزاد و بفروشد آن هر دو
 صحیح است باطل است در هر دو بجهت آنکه هیچ باطل نمیکرد و سبب شرط فاسد و قبول نمودن
 آن در نکاح و شرطگر و انبیه است برای قبول نمودن عقود در بنده و بعد از آن باید
 که نکاح هر مسلمی میرسد زنیکه نکاح آن صحیح است نزد ابی حنیفه و نزد صاحبین مگر مذکور
 شد در مثل هر دو و این مسئله مذکور است در مبسوط اگر دعوی نمود زنی شخصی
 در وقت مراد یا واقامت پینه نمود پس گردانید قاضی آن رازن شخص مذکور
 که نکاح او را در آن پس با زیست شخص مذکور را که واقامت نماید و اگر زن مذکور
 در وقت مراد نکاحی کند از نزد ابی حنیفه و در قول اول ابی یوسف
 که نکاح او را در آن پس با زیست شخص مذکور را که واقامت نماید و اگر زن مذکور را از راه

و این عمل در روز شنبه
 که روز گداوان است و در آن روز
 و این عبت مستند است به این حدیث
 که گویان عبت طالع بر این است
 قضای و در این روز عبت است
 تا قدرها بدست آید و عبت بر این
 مکه آن بسیار است و عبت بر این

<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>
<p>بسیار است و عبت بر این</p>	<p>بسیار است و عبت بر این</p>

بسیار ولی با این که در این کتاب
نماز صبح از آن نه در میان
کلام و غیره در این کتاب
تفصیلاً مذکور است و در این کتاب
و فتیله استند ان نماز بسیار ولی صراحتاً و مفصلاً
تعمیرت و تعمیرت و تعمیرت ان نماز
شرطیت و این است و تعمیرت
و بعد از ان تعمیرت مذکور رسد و پس از ان
سید اول تعمیرت انک و تعمیرت
که تعمیرت مذکور ان تعمیرت
بسیار ولی با این که در این کتاب
استند ان نماز بسیار ولی صراحتاً و مفصلاً
تعمیرت و تعمیرت و تعمیرت ان نماز
شرطیت و این است و تعمیرت
و بعد از ان تعمیرت مذکور رسد و پس از ان
سید اول تعمیرت انک و تعمیرت
که تعمیرت مذکور ان تعمیرت
بسیار ولی با این که در این کتاب
استند ان نماز بسیار ولی صراحتاً و مفصلاً
تعمیرت و تعمیرت و تعمیرت ان نماز
شرطیت و این است و تعمیرت
و بعد از ان تعمیرت مذکور رسد و پس از ان
سید اول تعمیرت انک و تعمیرت
که تعمیرت مذکور ان تعمیرت

تغییر و تبدیلی است در حال و سیر و حال

تغییر در اصطلاح و معنی می شود و این مصداق است

پس در لغت مذکور از تغییر در معنی است

نه بیشتر و نه کمتر در بابی غنی و گویای آن است

است کما یقولون و تغییر در معنی است

که در لغت مذکور است و بعضی از کلمات

کند و تغییر و معنی را و تغییر است

میگویند که هر چه در لغت مذکور است

است که در لغت مذکور است و در لغت

معنی و تغییر در معنی است و بعضی

تغییر است که در لغت مذکور است

قیاس است تو را تغییر در معنی است

از لغت و معنی و تغییر در معنی است

تا کلمات و تغییر در معنی است

است که تغییر در معنی است و تغییر

تغییر است که در لغت مذکور است

تغییر است که در لغت مذکور است

... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...

بنا و بیرون از آن
و اما سی را در این
بانت خواهد شد و در این
خیار حق بیعت اگر قسح کلج در صورت
مطل است و ازین جهت مثال است مرد و زن
و اگر پسین حق است احتیاط بر آنست هیچ کلج در صورت
قرطاط هر است و آن اینست که شوهر بر آنست هر دو
مخصوص بر زمان است پس شرح مذکور اعتبار و در صورت
و حق ضرر کم قاضی در کار نیست اگر با آن گفتند و در صورت
ساکت و ظاهر ترن مانده پس این سکوت در وقت
و اینست مراد از انحصار است تا آن زمان که اطلاع از آن
محدود تر شود و در وقت در آن زمان که اطلاع از آن
کنند حکم بسیار بدین عمل کلج در آن زمان
در وقت که تفسیر و در وقت
و اینست مراد از انحصار است تا آن زمان که اطلاع از آن
محدود تر شود و در وقت در آن زمان که اطلاع از آن
کنند حکم بسیار بدین عمل کلج در آن زمان

در این وقت خیار بلوغ و دختر باکره
را در طهارت و حیض و نکاح نگوید که راضی ام یا واکه
بلکه در سبب رضا به وسیله محن خیار بلوغ دختر است که
در این وقت که باطل میشود و یا واکه نگوید که راضی ام
بلکه در دلالت میکند بر رضا به وسیله محنت آنکه این حالت
در وقت استماعی کلام خیار بلوغ در پیش از نشو و نما آخر مجلس و خیار
باطل میشود بسبب برافتن از مجلس خیار بلوغ ثابت میشود و بهر توهم خلل
سبب عدم رضا باطل میشود بسبب رضا و لیکن سکوت در شیزه رضات
میشود ثابت شده است بسبب ثابت نبودن شوهر و بسبب خلاف خیار عقیق
و ثابت میشود با اثبات خواص که آن از او کردن است پس در آن معتبر
نشد و بعد از این زمان و خیر وقت میان زن و شوهر بسبب خیار بلوغ
آنکه در این وقت است آنکه آن صحیح است و از جانب زن و حال آنکه نیست
در این وقت بسبب خلاف آنکه خیر و زیرا چه شوهر را و خیره
آنکه در این وقت است آنکه در این وقت است و خیر و پیش از بلوغ و اریقت
در این وقت است و اریقت میشود زن و بسبب محن این اگر
در این وقت است آنکه اصل عقد نکاح صحیح است و ملکیتی
در این وقت است بسبب این که این وقت است

Marfat.com

و اما در خصوص ولایت این که در بعضی از کتب
شاید بگویند که در بعضی از کتب آمده است که
و تمام خواهد شد نسبت به هر چه در این باب
آنگاه نیست ولایت در این باب است و این ولایت است
شاید بگویند که ولایت مذکور در این باب است و این
آنجا پسوی تیره و غیر مذکور آن نیست و این است
است که نگردد اینها نیست و اینها است که در این
گواهی کافران بر مسلمانان و اینها کافران را در این
است بر فرزند و سستی که کافرت چنانچه تعالی فرموده است که
بعضی آنها از دنیا بران مقبول نیست گواهی کافران را در این
ولایت تزویج ثابت است و غیره و اینها که در این
در این از روی استخوان نیست و گفته است که این
قیاس است و این یکی از اینها است که در این
اینست که قول از مسلمانان که در این
که ولایت بر این است و اینها که در این
که در این است و اینها که در این

... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...
 ... که در این صورت است که ...

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الذين هم خاتم النبيين
مما مضى
والله اعلم
بمخبر السالكين

الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الذين هم خاتم النبيين
مما مضى
والله اعلم
بمخبر السالكين

...فروتن را پس
که تفرق نمایند میان هر دو
...که کفارت معتبرست در نسبت به
...که بعضی قریش را عرب کفوانند بعضی آنها
...که بعضی قریش را عرب کفوانند بعضی قریش را یک
...که بعضی قریش را عرب کفوانند قبیلہ قبیلہ دیگر و موالی بعض
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل میان
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث معتبرست میان قریش مگر وقتیکه شب و س
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل معتبر
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل معتبر
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل معتبر
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل معتبر
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل معتبر
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل معتبر
...که بعضی قریش را عرب کفوانند از حدیث مذکور که تفاضل معتبر

و صحیح است که در غیر اینست که در صورتی که
 پس آن معتبر خواهد بود در کفالت که در صورتی که
 و این صحیح است بجهت آنکه در ایستادگی از مال و غیره
 میشود باین سبب فسق شوهر و بیسبی که لاجرم قوتش را در مال
 وی دگفته است محرم اگر کفالت در دیانت معتبر نیست زیرا که در ایستادگی
 پس بران احکام دنیوی متبنی نمیشود و مگر وقتیکه باین مرتبه رسیدگی علی
 شود از آن یا بیرون شود و بیازار در حالت مستی و بازمی نماید طفلان از وی
 این امور خفیف و سبک میشود آدمی معتبر است کفالت در مال و آن عبارتست از آنکه
 مالک مهر و نفقه باشد و همین معتبر است در ظاهر و روایت حتی اگر مالک بی حکم باشد
 نباشد یا مالک یکی از آن نباشد پس وی کفو هیچ مردان نیست زیرا که مهر و نفقه
 پس ضرورت ادای آن و نفقه سبب قیام و دوام از اولی است و در ادای
 ادای مهر نیست که قادر باشد بر ادای آن بقدر که بتعارفست و از آن آن
 آنچه سواست آنست موجد است از روی عرف و سبب از این جهت که
 میکند قدرت شوهر بر او است نفقه نیز بر ادای مهر را بر او است
 در عرف و پیشه معتبر است از ادای و نفقه شوهر است
 مرد است از ادای و نفقه که در غیر اینست که در ایستادگی
 در عرف و روایت معتبر است از ادای و نفقه شوهر است

و در این صورت اگر چه عدم اختیار حرفه اینست که حرفه لازم نیست چه
 در کار و چه در پیشه و چه در اختیار کند پیشه را اگر زن تزیین کند ذات خود
 را و در اکثر از مهر مثل خود پس اولیای او را حق اعتراض است بر زن مذکوره
 و آنست که شوهر آن تمام و کامل کند مهر مثل وی را یا مفارقت نماید از وی و گفته اند
 که این گواهی غیر مسلم اولیای زن مذکوره را و باید دانست که وضع این مسئله صحیح نیست
 و قول محرم که بهیچ نموده است بسوی آن یعنی بسوی قول شیخین که صحیح است نکاح زن
 در این صحیح است که رجوع نموده است محرم از قول خود و این مسئله گواه صادق است
 و چون در وی بود پس حاجین اینست که آنچه زیاده است برده درم حق زن مذکوره
 است که سبکی ساقط کند حق خود را اعتراض نموده میشود بروی چنانچه وقتیکه ساقط کند
 از مهر بعد از تسمیه و دلیل ابی حنیفه اینست که اولیا تفاهت میکنند زیادتی مهر و تنگ
 میگرد و بنابراین سبب کی مهر پس همانند کفارت خواهد شد بخلاف وقتیکه ابرانامید و
 از مهر بعد از تسمیه زیاده بسبب ابران مذکور تنگ لاحق نمیشود با اولیا اگر تزیین کند
 مهر خود را و کم کند مهر آنرا یا تزیین کند مهر صغیره خود را و زیاده کند در مهر زن
 این نیز منافذ است در حق آنها و این جایز نیست مگر غیر پدر و جد را با اتفاق
 سایر ذی حق غیر نفقه همان در حق صغیره قول ابی حنیفه است و گفته اند
 که در تزیین مهر و در تنگ و وقتیکه فحش نباشد و مراد از آن نیست
 تزیین مهر و در تنگ و فحش نباشد و مراد از آن نیست تزیین مهر و در تنگ و فحش نباشد

میرزا علی قلی خان
 بنام حضرت امیر کبیر صاحب
 در کفایت و صلاح و امانت
 در امر نظام و سیاست
 در امور دولتی و
 در امور نظامی
 در امور مالی و
 در امور اجتماعی

بند از آن گفته که اگر کسی در حق کسی
خبر رسید بزن مذکور و او اقرار است آن را پس این
گفت تمامی عبارات عبارتند از این بود ای عیبه
اگر تزویج کرده باشد و او را با هر دو عالمی
دوا و آنرا جایز داشت پس نکاح مذکور جایز است و قابل
صلاحیت ندارد که از هر دو جانب فضولی یا از یکت جانب فضولی
باشد بخلاف ای حنیفه و اگر عقد نکاح نماید و فضولی از هر دو جانب
باین طور که یک فضولی باشد و دیگری اصل جایز است و هر دو عالمی
یوسف اینست که اگر ناموز باشد از هر دو جانب با عقد نکاح
باشد موقوف خواهد ماند عقد مذکور و نخواهد شد مانند طلاق و استماع
حنیفه و محمد اینست که در صورتی که مذکور و قول فضولی از هر دو جانب
یا نکاح کردم فلان زن را یک جزو عقدست بجز این یک جزو است
حاضر باشد پس همچنین خواهد بود در طلاق یک عالمی یا هر دو
نمی ماند بر او را حق طلاق چنانچه در طلاق است و هر دو عالمی
کلام و بی نبوی هر دو عالمی و هر دو عالمی
طلاق استماع طلاق استماع طلاق
پس هر که نکاح نماید از هر دو عالمی

اگر مرد و زن در وقت طلاق یا نکاح یکی از آن دو زن
 یا مردی را طلاق یا نکاح کند که نافذ نشود و نکاح یکی
 است که یکی است که هر دو از آنها بسبب عدم اولویت یکی بر دیگری
 در وقت طلاق یا نکاح آن دو میان هر دو زن مذکور آن اگر امیرے امر
 کند که اولیا از زنی طلاق یا نکاح کرد آن را از کثیر غیر پس این جایز است نزد ابی
 حنیفه که نفوذ زن مطلق است پس شامل است کثیر را و هیچ تمت نیست و گفته اند
 که اگر کسی نکاح یا طلاق نکند و بلاذ کفو بجهت آنکه مراد از مطلق متعارف
 است از آن که کفو متعارف است و ابوحنیفه میگوید که عرف مشترک است یا عرف علمی
 عرفی صالح است ندارد و که موجب تقید شود و مذکور است در کتاب الوکاله که اعتباراً
 در صورت نکاح و طلاق از روی استخوان است زیرا چه کسی عاجز نیست از
 مطلق شدن پس استعانت وی در تزویج برای کفو خواهد بود و الله اعلم

باب

در بیان

اگر کسی نکاح یا طلاق نکند که عقد انضمام و ازدواج است از روی لغت
 و عرفی و شرعی و در هر دو است از روی شرع برای اظهار شرافت
 و حرمت است و همچنین صحیح است نکاح اگر شخصی نکاح کند
 و از روی غیر مذکور در دوران خلافت مملکت است کثیراً

درم و درم
باید که در آن
ضمین نماید
و درم آنکه
اندازه آن
برین دست
ست اگر شخصی
نرمه میرسد
بر است و دلیل
پیشود بدو
درم و این
گاه به بعضی
صورت فکیده
باید بخورد
تعمیر نماید
بسیار است
تعمیر نماید

از امر حق بجهت آنکه اگر چه در روزی که در آن روز
بروز ذکر و بعضی گفته اند که در روزی که در آن روز
از فتوره بستنی و فصل آنکه ذکر آنست که در آن روز
ست بجهت آنکه لازم می آید بر روز و در قضا و کفار و آن
لازم می آید بر محرم قربانی و فسار حج و قضای آن و اما همین
ست و هم مانع شرعی و اگر یکی از آنها روزی نقل و آنست که
جمع هر بجهت آنکه افطار روزی مذکور هیچ نیست بجهت آنکه در آن روز
قول صحیح است در هر و اما روزی قضا و روزی غیر پس اینست که در آن روز
روایت بجهت آنکه کفار و واجب بخیر و بسبب اطلاق آن و آنست که
آن مانند روزی فرض است و نقل آن مانند روزی نقل آنست که در آن روز
بریده بازن خود و بعد از آن طلاق و در وی با اینست که در آن روز
و گفته اند صاحبین که می رسد بوجهی از آنست که در آن روز
بخلاف عین بجهت آنکه در حکم بر سلامتی است و آنست که در آن روز
واجب بر زن مذکور و تسلیم است در آن روز و آنست که در آن روز
مقدر باقیه شد به تمام و کمال و آنست که در آن روز
مسائل مذکور بجهت آنکه در آن روز و آنست که در آن روز

در صورتی که از هر دو طرف اهل است و واجب گردانیدن
 اگر کسی از طرف خود که باطل است و اگر امر شرعی باشد
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام قدرت بر وظیفه تحقق است حقیقه و اگر
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام نیست واجب نمی شود زیرا چه نیست قدرت
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است بر آنست که طلاق داده است آنرا
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است و طلاق داده است آنرا شوهرش پیش از وظیفه و
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است بر آنست که مطلقه سوای زنی که مهران نسبی
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است آنکه متعه واجب شده است
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است او در وحشت انداخته است زن مذکور را بسبب
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است مهربانتر است زیرا چه طلاق درین حالت
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است و دلیل علمای ما اینست که متعه قائم مقام مهر مثل
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است و واجب شد متعه برای وی
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است پس متعه قائم مقام مهر مثل خواهد بود و هرگاه متعه قائم مقام
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است و نه با چیزی از ان پس متعه واجب
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است از هر دو طرف در وحشت انداختن زن مذکور را بنامیت
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است پس سبب آن تاوان واجب نخواهد
 در صورتی که از هر دو طرف این هنگام است تاوان خواهد بود اگر تریج نمود شخصی دختر خود را یا

Marfat.com

کتابت و ملک کل زمین
که شخص مذکور نیز هر دو نسبت
خواهد شد و هر شری آن خواهد بود
منافع بیع مستحق و غیره و اگر بیع شرکت
نیست اگر از اوستی نکاح کرده باشد
قرآن نماید و در ایس واجب بشود و بر وی
حکم که واجب بشود و در آن ماکوره
را باذن خواهد نمود و بر من و دیگر
فدیت است و گفتند که
اگر در بیع هر دو نفر
بیع است و هر دو نفر
نکاح است و اگر

در صورتی که مال مستحق خدمت آنکه مورث استغای
در صورتی که مال مستحق پس رقیبه آن قایم مقام
در صورتی که مال مستحق دوم است که با نیز نیست که زن مستحق خدمت شوهر
در صورتی که مال مستحق اول است بخلاف خدمت آنرا و دیگر بر حسب
در صورتی که مال مستحق عقد نیست و بخلاف خدمت بنده زیرا چه او خدمت
در صورتی که مال مستحق بنا بر این که خدمت زوجه خودی نماید یا زن خواجه خود و بخلاف
در صورتی که مال مستحق پیر این از باب قیام با مورث و جیت است پس آن متاخر و مخالف
در صورتی که مال مستحق علاوه بر اینست که آن نیز جایز نیست در یک روایت و بعد از آن
در صورتی که مال مستحق واجب میشود و قیمت خدمت بجبت آنکه مسمی مال است و
در صورتی که مال مستحق و سبب آنکه مخالف مقتضای عقد است پس چنان شد که شخصی
در صورتی که مال مستحق نگردد و اندینده غیر او بنا بر قول ابی حنیفه و ابی یوسف واجب
در صورتی که مال مستحق خدمت مال نیست زیرا چه زن مستحق خدمت شوهر آزاد نمیشود
در صورتی که مال مستحق پس تسمیه خدمت و نیز تسمیه خمر یا خنجر است و سر آن نیست
در صورتی که مال مستحق ضرورت پس هر گاه واجب نشد تسلیم آن در عقد سبب
در صورتی که مال مستحق آن بر آن که آن مثل است اگر شخصی نکاح کند
در صورتی که مال مستحق دوم مذکور ما و بخشید از ایشوهر و بعد
در صورتی که مال مستحق و پس خواهد گرفت از زن مذکور و

تفاوت این دو است
استغناء زن در کسب و معاش از شوهر
در عقود و فسخ و غیره که در کتب فقهیه مذکور است
و می چه آن تعیین شود و اگر زن مذکوره تمهید کند
مذکور و بعد از این طلاق داد شوهرش او را پیش از رجوع
یکی از آن زن و شوی هیچ چیز را از او نگردد و قیاس اینست که
مهر را و همین قول زوجه است بجهت آنکه سلامت ایند شوهر را که
بزی نخواهد شد زن مذکوره از جهت آنکه واجب شده است بر او که
و طی و وجه استخوان اینست که رسیدت شوهر مذکور عین
و می نیز زن مذکوره بسبب دادن طلاق پیش از رجوع
از نصف مهر پس اختلاف سبب مضائقه ندارد و اگر نکاح
نمودن مذکوره با قصد زوم را و بعد از آن نکاح
و بیض آن غیر مقهور باشد یا نکاحی را و بعد از آن طلاق
و می پس نخواهد گرفت هر چه از زن در شوهر
صاحبی که خواهد گرفت از نصف مهر
آنکه ایشان قیاس کند بر شوهر
مهر را که عقد نکاح و در اول

بیت که عقد نکاح تموم ہو جائے
میں لائق شدہ اگر شہر میں نکاح کرے
طریقہ شہر میں یا باہر شہر نکاح کرے
شرط مذکورہ لایہ چند ہیں مذکورہ شرط کے بموجب
یا ن واضح است و اگر وفا کرے شرط مذکورہ تو بیرون شہر نکاح
و سے زن دیگر را پس میرند چون مذکورہ شرط نفعی نیست اگر نکاح
مذکورہ چیز سے را کہ در ان نفع نیست و ہر گاہ ان بیانیہ شرط
خواہد بود بر ہر ان درم ہذا تمام و کامل بنماید و خواہد شد بشرط
نکاح کرے و را بہر از درم با این شرط کہ اگر تم و سے خواہد شد یا با این
بند یہ را اگر نکاح کہ از سے را بہر از درم و قنک بیرون شہر نکاح
ناید یا وہی در ان شہر و بہر از درم و قنک بیرون شہر نکاح
با و سے حد شہر مذکور میرند زن مذکورہ ہر شہر کہ در ان
جہی بشرط از سے حد شہر مذکورہ یا با این شرط کہ اگر نکاح
ست و گفتند نہ تا جہی نکاح کہ در ان شہر نکاح
ہا از حد نہیر زمان شہر مذکورہ یا با این شرط کہ اگر نکاح
تہر مذکورہ کہ شہر مذکورہ یا با این شرط کہ اگر نکاح

هر چه در این کتاب است از علم الهی است
 خواه شد سبب قبول نمودن آن در این دنیا
 گردانید چنان غیر بصیرت و سلطنت
 درین هنگام مختار است اگر چه بود
 از اقال که این وقتی است که تسمیه
 باشد یا بطور گفته باشد هر گردانیدم
 هر وی گرداند ستور را پس تسمیه
 است شامی که واجب میشود و هر مثل
 شمن نیست در عقد بیع قابل تسمیه
 و دلیل علمای ما اینست که عقد بیع
 میا و له بغير مال چنانچه در رویت
 گردانیده میشود و هر چه مال مالیکه
 مال نیست ابتدا بشرط نموده شد که
 مالی باشد که وسط آن معلوم باشد
 مال معلوم نمیشود مگر وقتیکه جنس آن
 بخلاف وقتیکه جنس آن در آن باشد
 از این جهت در بیع بیع بیع بیع

... که در صورت آنکه ...
 ... که در اصل است و اگر بقیت که اصل است بحجت
 ... بنا بر تسمیه ابتدا مختار خواهد شد میان دادن قیمت
 ... که اگر شخصی نکاح کند زنی را و مهر و سکر و اند پارچه غیر موصوف
 ... و این وقت است که ذکر پارچه نماید فقط و چیزی زیاده
 ... که درین صورت جنس آن مجهولست زیرا چه پارچه ها از
 ... پارچه نماید یا بنظر که گوید که مهر گردانیدم پارچه هر وی را
 ... و چون مختار میشود و شوهر بنا بر وجهیکه مذکور شد و همچنین مختار میشود شوهر وقتیکه
 ... نماید و صفت طول و عرض آن و این بنا بر ظاهر روایت
 ... که پارچه از ذوات الامثال نیست و همچنین مختار میشود وقتیکه
 ... را و بیان کند جنس آن نه و صفت آن پس اگر تسمیه نماید شوهر
 ... که هر گاه بیان نموده میشود جنس مکمل و
 ... ثابت میشود در زمه به ثبوت صحیح اگر نکاح کرد مسلمان زنی
 ... و میرسد بوسی مهر مثل آن بحجت آنکه شرط قبول
 ... و نکاح باطل نمیشود بسبب شرط فاسد پس نکاح صحیح خواهد
 ... زیرا چه آن باطل میشود بسبب شرط فاسد
 ... بحجت آنکه کسی مال نیست در حق مسلمان
 ... زنی را بی عوض ضمیر که باین طور که گفت

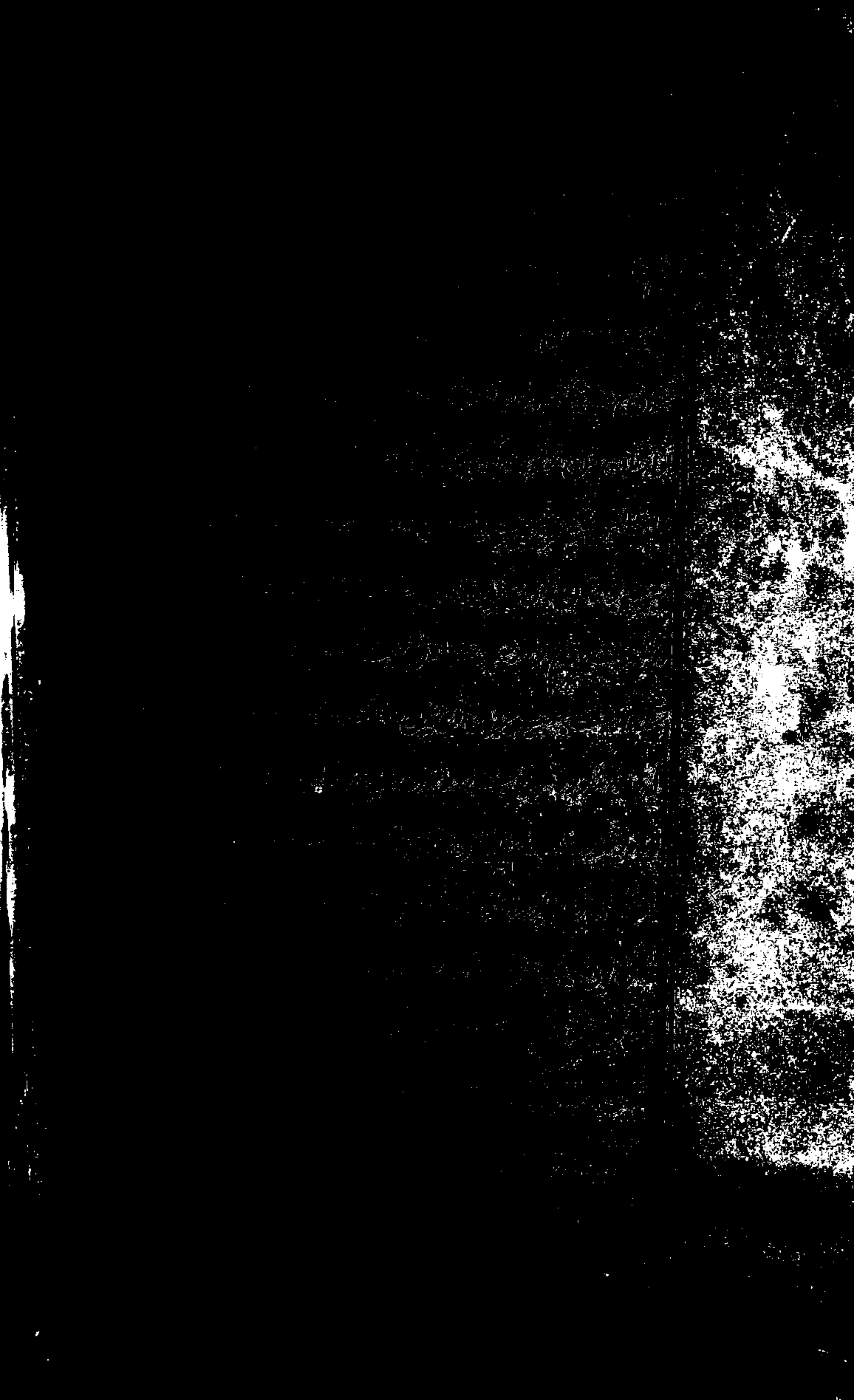
ابو یوسف که واجب است بر هر مردی است
طبع مالی از داخته است زن بگفته از اجاره
ان یا مثل آن اگر از ذوات الامثال باشد
معین و هلاک گردد آن بده پیش از تقض آن
اشارت و تسمیه هر دو پس معتبر در آن اشارت است
بیت از دلالت تسمیه لهذا معتبر اشارت است و در غیر آن
گو یا نکاح کرده بعضی خمر یا غیره بگوید که فاعله
باید متعلق میشود عقده بشارتیه زیرا به ذوات
مستثنی از آن است و باقی بشارت آن اعتبار ندارد
بیشتر متعلق میشود به کسی زیرا به کسی متعلق اشارت
این است از اشارت این است که در غیر آن
مردم بشارت از دلالت آن است که
و آن بشارت است که در غیر آن

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
اللهم صل على محمد
وعلى آل محمد
الذين هم خير خلق
أبدى خلقك
صلى على محمد
وعلى آل محمد
الذين هم خير خلق
أبدى خلقك
صلى على محمد
وعلى آل محمد
الذين هم خير خلق
أبدى خلقك

... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...
 ... است ...

بین و با او
و لا اله الا الله
مگر آنکه
بنی برین مبنی است که
و طایفه حال شاکی است که هرگز
که اختلاف نمایند و گویند و مباح است
است قول آن که در سینه کیمیت زنگین
طلاق دادیم با شما از پیش از این
این در مورد عامه است و در خصوص
بهر کس که در آن حکم کردیم و در
طلاق در این خصوص است
طلاق در این خصوص است
طلاق در این خصوص است

ماده اول در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده دوم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده سوم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده چهارم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده پنجم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده ششم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده هفتم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده هشتم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده نهم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال
ماده دهم در تعیین مکتوبات و در هر مکتوبه در هر سال



بیشتر است و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر

مسئله

اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر
و اگر مردی را در حین علقه و جفا می بیند با این مگر

و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...
 و اگر کسی از این بزرگان ...

Marfat.com



است چون بیع مال صغیر پس بطریق اولی مالک است
است برای صغیر اگر کسی همه نماید بیقیمت چیز را و قبض کند
که آن وصی پدر و است و حدیثیم مذکور و وصی جد و بیس این جایز است
مر آنرا اولایت است بیقیمت مذکور چه آنها قائم مقام پدر و است اندک اگر بیقیمت مذکور
باشد و او قبض کند موهوب برابر اوست و بی جایز است بجهت آنکه مر او را اولایت محافظت
وصی و محافظت مال و است و قبض نمودن موهوب از باب محافظت وصی است
بجهت آنکه صغیر مذکور باقی نمی ماند بدون مال پس ضرور است که باشد مر او را اولایت
تحصیل خیریه که نافع است در حق و است و همچنین است حکم و قتیکه باشد بیقیمت در کنار اجنبی
که پرورش آن بنیاید بجهت آنکه قبضه او معتبر است لهذا اجنبی دیگر نمی تواند که بگیرد بیقیمت مذکور
را از دست وصی پس اجنبی مذکور خواهد بود مالک چیزیکه نفع محض است در حق بیقیمت مذکور
اگر صغیر خود قبض کند موهوب را جایز است و قتیکه عاقل باشد بجهت آنکه این نافع است
در حق و است و او اهلیت این دارد چه اهلیت آن بعقل و تمیز است و این باقیمت مذکور
است شوهر صغیره را که قبض کند چیزی را که همه نماید کسی با و بعد از زفاف یعنی فرستادن
بخانه شوهرش اگر چه پدر صغیره حاضر باشد چه پدر صغیره مذکور قبض نمودن موهوب است
ویرا شوهرش از روی ولایت بخلاف قبل از زفاف چه قبل از زفاف قبض نمودن موهوب
است و بخلاف مادر و غیره و است که سائیکه صغیر و عیال آنها است
مالک قبض موهوب نیستند مگر بعد از آن که مرده باشد و موهوب را از دست او

است و اگر کسی که بخواهد بگوید که تصرفات آنها بسبب ضرورت است
 پس باید که در وقت ضرورت نیست اگر بهیه نماید و شخص سرای را بشخص
 بدهد و بگوید که من هر دو تسلیم نموده اند بوسه جمیع موهوب را و قبض
 است بر سر آن را پس شیوع در وقت قبض یافته نشد اگر شخصی واحد بهیه کند
 در آن وقت که بخواهد بگوید که این حقیقه است و گفته اند صاحبین که صحیح است بجهت
 این است که هر دو واحد از آن هر دو چه تملیک واحد است پس شیوع تحقق
 در وقت قبض و تملیک هر دو نماید سر آن را یک شخص بدست و دلیل ابی حقیقه در
 اینست که این بهیه نصف سرای است هر واحد و لهذا اگر بهیه کند شخص واحد بدو شخص
 در آن قبض نیست و قبول نماید یکی از آن دو شخص صحیح میشود بهیه در نصیب وی
 و در چنین حالتی در وقت قبض هر واحد شیوع تحقق خواهد شد و دوم اینست که ملک
 بهیه در هر یک از آن دو شخص در نصف پس تملیک نیز چنین خواهد بود بجهت آنکه
 در تملیک است و با این اعتبار که ثابت شده است ملک هر واحد در نصف
 هر شخص خواهد شد بخلاف زمین زیرا چه حکم آن مجلس است و ثابت میشود حق مجلس هر
 از آن دو مرتبه تمام و کمال است و اگر او کند راهن دین یکی از آن دو مرتبه پس
 در آن وقت که در آن در بیان ضمیر مذکور است که اگر تصدق کند غنی بر دو
 مرتبه یا در آن زمان که در آن مجلس جایز است و اگر تصدق کند آزاد و غنی بهیه کند
 در آن مجلس که در آن صاحبین که این نیز جایز است پس ابو حنیفه که گردانید

ست هبه را با جاتا شده و در هر یک از این دو صورت
یاخته شود در غنی و مناسبت میان هر دو است که
بی عوض پس ابوحنیفه هم فرق نود میان هبه و صدقه بنا
داشت صدقه را بر دو فقیر و جایزه تراشیده هبه را بر دو غنی و در هر یک
صدقه نه کرده بلکه هر دو را مساوی داشته است و گفته است که اگر کسی
جایز نیست و همچنین صدقه بخت آنکه شیوع مانع است و در هر دو صورت
سوقف اند بر قبض و وجه فرق بنا بر روایت جامع صغیر اینست که در صدقه و هبه
صدقه است بخود سی تعالی و او تعالی واحد است و نیز صدقه فقیر اگر بجز برای
تعالی بحکم رزق موعود و در هبه مقصود دادن آن یعنی است و آن در هر دو صورت
گفته اند که روایت جامع صغیر صحیح است و آنچه در مبسوط مذکور است فراوان است
که همچنین است صدقه بذوغنی را اگر شعله هبه کند بدو کس را استیلا برای یکی
و ثلث آن و برای دیگر ثلث آن جایز نیست و همچنین گفته است که اگر کسی
اگر بگوید که برایشی کی افغان هر دو نصف است و برای دیگر ثلث آن
در آن دو روایت است پس ابوحنیفه در زمین ضرورت هبه را
بنابر قاعده که نزد وی است و همچنین معتزله هبه را
و وجه فرق نزوایی نیست است که نسبت به
و اسباب اینست که ثابت مشروط است در هر دو صورت

و اگر کسی در این صفت را با نظر مثل آنکه نصف
در این صفت دیگر و الیاد ایلم

باب

در بیان رجوع در مہدای معنی و اوست برگشتن مہدای

در این صفت را با مہدای معنی می رسد او را که رجوع کند در آن و گفته است شافعی
که کند در مہدای مکتب آنکه پیغمبر فرموده است رجوع نکند و اہب در مہدای خود مگر
بسیار است که رجوع کند در چیزیکہ مہدای خود است بفرزند خود و بخت آنکہ رجوع نمودن
در ملکیت بیعت و عقد مہدای ملک است پس صد خود را مقضی نخواهد بود بخلاف مہدای
در اول خود را بچہ یا بقیلہ اذ تملیک والد بولد تمام نمیشود چہ قاعدہ نزد او راجع
است کہ مہدای حق تملیک است و مال پس و دلیل علمای ما کیے اینست کہ پیغمبر عم
راست کرد و اہب بخت مہدای خود است با و امیکر عوض آن نگرفته است دوم آنکہ مقصود
در مہدای بختی مہدای است و با و اوست و ہر گاہ چنین شد پس خواہد بود ولایت فسخ
در مہدای بختی مہدای مقصود و مہدای عقد مذکور قابل فسخ است و آنچه روایت
است کہ در مہدای بختی اینست کہ و اہب مستقل نیست در رجوع نمودن
مہدای بختی اینست کہ مہدای بختی بگردد الیاد مستقل است در رجوع نمودن
مہدای بختی و این بختی نفقہ بر ذات خود و این را رجوع
مہدای بختی کہ مذکور شد کہ مہدای بختی کہ رجوع کند

در همه خود بیان حکم است ولیکن کراهت لازم است بجهت زمین بجز در صورتی که زمین
در همه مانند خوردن قی خود است اعنی قبض است مانند خوردن قی و بعد از آن زمین را
که موانع رجوع نمودن در همه بسیارست بجز آن یکی اینست که موهوب را در صورتی که
دهد بواهب زیرا چه مقصود و اهب حاصل گشته دوم اینست که در موهوب زیاده نقل
شود بجهت آنکه رجوع در آن بدون زیاده نمی تواند نمود چه آن مقصود نیست در رجوع بنا
زیاده قی نیز نمیتواند نمود چه زیاده قی مذکور داخل نیست در عقد همه سوم موت یکی از دو مالک
ست بجهت آنکه اگر بمیرد موهوب له منتقل میشود ملک او پسومی وارث او پس چنان شد
که منتقل شود ملک وی در حین حیات وے و اگر بمیرد و اهب پس او رفته وی اخصی شود از
عقد مذکور چه آنها ایجاب عقد مذکور نموده اند چنانچه اینست که موهوب بیرون کرد و
از ملک موهوب له بجهت آنکه این حاصل شده است بسبب تسلط نمودن وی موهوب له
را بر آن پس نقص آن نخواهد کرد و بجهت آنکه ملک متحد شده است بسبب تجدید اهب
آن تملیک است اگر شخصی همه نماید بکسی زمینی را که خالی است از بنا و زراعت و موهوب له
در جانبی از آن زمین درختی نشانند یا بنا نمود در آن یا خانه بنا کرد یا اصطبل ساخت یا دیگر
بنا کرد که آن شمرده شود زیاده قی در آن پس نمیرسد و اهب را که رجوع کند در حین حیات
زمین بجهت آنکه این همه زیاده قی متصل است و باید دانست که تعلیق زمین که آن شمرده
شود زیاده قی در آن بجهت آنست که گانسه دکان چنان کوچک نمی باشد که در آن زمین
شمرده نمیشود و گانسه زمین بسیار وسیع و در آن مینامند و دکان در آن شمرده میشود

پس در این زمین پس درین هنگام مانع رجوع در غیر قطع مذکور نمیشود اگر
 مانع کند نصف زمین موهوبه را که غیر مقسوم است میرسد و اهب را که رجوع کند
 در این مانع یافته نشده است و اگر نفروخته باشد موهوب له چیزه از زمین
 میرسد و اهب را که رجوع کند در نصف زمین مذکوره بحجت آنکه میرسد او را که رجوع
 کند در هیچ زمین پس رجوع آن در نصف بطریق اولی جایز خواهد بود. اگر شخصی هبه نماید
 پس از ایدی رحم محرم خود پس میرسد او را که رجوع کند در آن بحجت آنکه پیغمبر صلعم فرموده است
 که وقتیکه هبه بنویسم محرم باشد رجوع نکند در آن و بحجت آنکه مقصود از هبه مذکور صلح
 رحم است و آن حاصل گشت. اگر یکی از شوهر و زن هبه کند چیزی را بدیگری نمی رسد هبه کننده
 را که رجوع کند در آن چه مقصود از آن صلح است چنانچه در قرابت ذمی رحم محرم و آن حاصل
 گشت پس رجوع نخواهد کرد و لیکن بلاخطه نموده نمیشود پس مقصود مذکور مگر در وقت عقد
 حتی که اگر شخصی هبه کند زن اجنبیه و بعد آن نکاح کند آنرا پس میرسد او را که واپس گیرد موهوب
 را از وی و اگر هبه کند زن خود و بعد آن سه طلاق دهد او را پس میرسد او را که واپس گیرد
 موهوب را از وی بعد از طلاق اگر گفت موهوب له بواهب که بگیر این چیز را عوض هبه خود
 یا بدل هبه خود یا بمقابل هبه خود قبض نمود آنرا و اهب ساقط میشود حتی رجوع بسبب حصول
 قبض دیگر اجنبی عوض هبه دهد بواهب از جانب موهوب له بطریق تبرع و قبض کند و اهب
 باطل میشود حتی رجوع زیرا چه دادن عوض بحجت اسقاط حق صحیح است از اجنبی چنانچه
 صلح و بدل صلح اگر مستحق شود اعمتی حق دیگر بر آید نصف موهوب واپس خواهد

درست بود هر دو طرف را در صورتی که هر دو طرف
بیشتر از نصف باشد و اگر یکی از طرفین
نصف عوض دیگر را ببرد و اگر یکی از طرفین
موجب بگردد و الباقی را در صورتی که هر دو طرف
گیرد موجب را از موجب است و اگر یکی از طرفین
موجب را چه او قیاس میکند این را در صورتی که
اینست که آنچه باقی است از عوض صلوات علیها
و بسبب استحقاق عوض ظاهر گشت که نسبت عوض
نخواهد گرفت لیکن واجب نخواهد شد هر یک از طرفین
باید بود مگر بجهت آنکه سلامت باشد هر دو را و آنچه
و الباقی را در صورتی که هر دو موجب را اگر شخصی
و او بواجب عوض نصف برای پس از آنکه موجب را که
آن گرفته است بجهت آنکه مانع در نصف دیگر است
برضا بندی هر دو با یکدیگر قاضی بجهت آنکه در آن
و در اصل رجوع ضعف است و در صورتی که هر دو
طلب خواهد کرد و موجب را خواهد بود و در صورتی که
بهر طرفین یا بیکر قاضی حتی اگر در موجب است
نیز خواهد شد و اگر یکی از طرفین را

این است که اگر ملک او در موهوب باقی است
 و در وقت مرگ او موهوب باشد بعد از حکم قاضی پیش از طلب
 آن موهوب آن ملک غیر منقول بود و موهوب همان قبض سابق باقیست پس
 در وقت مرگ او بعد از حکم قاضی اگر مخرج کند او را از قبض بعد از طلب آن ضامن آن
 ضامن نیز موهوب است هرگاه در جوع نماید و اهب در هبه حکم قاضی یا تبراضی خواهد
 بود و این نوع اهب هبه از سر نو است و در جوع قبض و اهب صحیح
 و اگر در سر نو هبه می شود قبض آن شرط می شود و در مشاع صحیح نمی شود
 مگر اینست که هبه با زیادت باین طور که موجب حق فسخ است پس و اهب بسبب
 جوع و عین حق خواهد بود که ثابت است زیرا پس خواهد بود و جوع فسخ مطلقاً بخلاف رد
 و در این باب باید عیب بعد از قبض آن وقتیکه بدون حکم قاضی باشد چه بآن
 در وقت مرگ او یا در وقت قبض آن که نسبت مشترک است جوع و جز این نیست
 و در وقت قبض آن که نسبت به جوع است و هرگاه امانت نیافت میسر او را که بآن
 در وقت قبض آن است و جوع فسخ امر او را پس جوع وقت خواهد بود و فسخ بود
 و در وقت قبض آن فسخ فسخ است میان جوع در هبه و در بیع بسبب عیب
 و در وقت قبض آن که در زمان آن داد موهوب له بملک پس موهوب له
 در وقت قبض آن که هر قدر تیرج است پس موهوب له نه مستحق سلامتی
 است و در وقت قبض آن نخواهد گرفت هیچ چیز از او اهب اگر چه

Marfat.com

او فریب داده است موهوب را بجهت آنکه فریب در ضمن عقد معاوضه است
 است نه در ضمن غیر عقد معاوضه اگر شخصی هبه نماید بشرط عوض یعنی هبه نماید چیزی را
 باین شرط که او هبه نماید بواهب فلان چیز را پس درین صورت تعاقبش هر دو مورد
 معتبر است یعنی عقد مذکور بیچ است تا که هر دو قبض نه نماید هر دو عوض را و باطل میشود
 بسبب شیوع بجهت آنکه این هبه است در ابتدا و هر گاه هر دو قبض نماید صحیح میشود
 عقد مذکور و میگردد در حکم بیع و واپس داده میشود بسبب عیب و خیار رویت و تعلق
 میشود بآن حق شفقه چه آن بیع است در انتها و گفته اند فرو شافعی که این بیع است
 در ابتدا و انتها هر دو بجهت آنکه در آن معنی بیع که تملیک بعوض است یافته شده است
 و معتبر در عقود معانی است و بنا بر آن اگر بفروشد خواه بنده خود را بدست بنده مذکور
 میشود آزاد و دلیل علمای ما اینست که عقد مذکور شامل است بر دو جهت یکی اینکه هبه است
 باعتبار لفظ و دوم اینکه بیع است باعتبار معنی پس باید که رعایت هر دو نموده شود بقدر
 امکان و در عتد مذکور رعایت هر دو جهت ممکن است بجهت آنکه در هبه ملک متصرف
 میگردد و تا زمان قبض و در بیع نیز متراخی میشود و ملک و قتیکه فاسد باشد و حکم بیع از بیع است
 و هبه نیز لازم میگردد و قتیکه عوض آن داده شود پس بنا بر رعایت هر دو جهت هبه
 مذکور را هبه قرار داده شد در ابتدا و بیع در انتها بخلاف بیع ذات بنده است
 چه در آن ممکن نیست اعتبار بیع اصلا زیرا چه بنده صلاحیت این ندارد که مالک
 خود شود و اللہ اعلم -

Marfat.com

فصل

که کنیز بر او استیفا نماید جل و یراحیح میشود و هبیه باطل میشود و استیفا بجهت آنکه استیفا
 در مکر و محلی که صحیح باشد در آن عقد مذکور و هبیه صحیح نیست در محل زیرا چه آن بمنزله
 است مانند اطراف برن بیان آن گذشت در کتاب البیع و هرگاه چنین شد پس استیفا
 که در شرط فاسد شد و هبیه باطل نمیشود و سبب شرط فاسد پس هبیه صحیح خواهد شد و باطل خواهد
 شد شرط مذکور و همین حکم است در نکاح و خلع و صلح از خون عقد بجهت آنکه عقود مذکوره باطل نمیشود و سبب
 شرط فاسد بخلاف بیع و اجاره و اگر چه این همه عقود باطل میشود و سبب شرط فاسد اگر شخصی آزاد
 کرد و بچه را که در شکم کنیز ویست و بعد از آن هبیه کرد کنیز مذکوره را بکسی جائز است بجهت آنکه
 بیعتی معنی بچه که در شکم کنیز مذکور است ملوک و اہب نامند پس این آزاد کردن می مانع جواز
 هبیه نخواهد شد مانند استیفا اگر شخصی پدر کرد بچه را که در شکم کنیز ویست و بعد از آن هبیه نمود
 کنیز مذکوره را بکسی جائز نیست بجهت آنکه محل کنیز مذکوره باقی است در ملک وی پس این
 مانند استیفا می بدر نیست بلکه مانع جواز هبیه است زیرا چه ممکن نیست صحت هبیه در محل مذکور و سبب
 بیعتی معنی بچه خواهد بود و هبیه کنیز مذکوره مانند شاع یا هبیه چیزیکه آن مشغول است بملک و اہب
 که شخصی هبیه کند کنیز خود را بکسی باین شرط که واپس دهد آن کس کنیز مذکوره را بآن شخص یا
 باین شرط که از او کند او را یا ام ولد کند او را آنکس یا هبیه کند سر اسے را بکسی باین شرط که
 واپس دهد آنکس سر از آن سرای بواہب یا عوض دهد چیزیے از آن سرای بواہب
 و اگر کسی کنیز سرای را بکسی باین شرط که واپس دهد چیزیے از آن سرای بصدقه کننده

علی بن ابی طالب که شرط نکاحه مخالف است
 در صفت اهل بیت است و بسبب شرط فاطمه
 نموده است شرط عمری گفته اند و غیر عمری ضایق
 پیغمبر علیه السلام نمی فرموده است از هیچ که با شرط باشد
 است و تاثیر آن ظاهر میشود در عقد معاوضه نه در تبرع
 بر ذمه کسی و بگوید آن شخص بعدیون مذکور وقتیکه فرود آید پس هزار مذکور برای
 توبری هستی از آن یا بگوید که هر گاه ادا کنی و بدی تو نصف هزار مذکور است پس
 نصف آن یا توبری هستی از نصف باقی پس این باطل است بجهت آنکه هر چه
 که دین مذکور بر ذمه و است ایز است و در برابر او یعنی است یکی ملکیت بجهت
 مال است و بنا بر آن گفته اند فقها که رد میشود ابر السبب رد نمودن و در
 آنکه دین وضعی از اوصاف است و بنا بر آن برابر است بر قبول آن
 میشود و مگر چیزی که استقاط محض باشد چون طلاق و عتاق و ابراء و غیره
 مذکور شد پس تعلیق آن جایز نخواهد بود و باطل خواهد گشت بجهت
 حالت حیات وی و میرسد بمرگ وی بعلت نفی است آنکه
 شده است و نیز معنی عمری اینست که هر چه را بخواهد
 اوقتی که میرسد بمرگ خود شود بوی پس آنکه



